ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

13

www.tanzeem.org

19 تا 25 جمادی الثانی 1437ھ/29 مارچ تا 4 اپریل 2016ء

اپنے نیک عمل پر بھروسا اور قناعت نہ کرنے کی تعلیم

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا۔ حضرت خلیل اللہ (علیہ السلام) نے حکم ربانی کی تعمیل میں ملک شام کے ہرے بھرے خوش منظر خطہ کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ کے خشک پہاڑوں کے درمیان اپنے اہل وعیال کو لا ڈالا اور بیت اللہ کی تعمیر میں اپنی پوری توانائی خرچ کی۔ یہ موقع ایسا تھا کہ ایسے مجاہدے کرنے والے کے دل میں عُجب پیدا ہوتا تو وہ اپنے عمل کو بہت کچھ قابل قدر سمجھتا، لیکن یہاں حضرت خلیل اللہ (علیہ السلام) ہیں، رب العزت کی بارگاہ عزت وجلال کو پہچاننے والے ہیں کہ کسی انسان سے اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان عبادت واطاعت ممکن نہیں۔ ہر شخص اپنی قوت وہمت کی مقدار سے کام کرتا ہے، اس لیے ضرورت ہے کہ کوئی بھی بڑے سے بڑا عمل کرے تو اس پر ناز نہ کرے بلکہ الحاح وزاری کے ساتھ دعا کرے کہ میرا یہ عمل قبول ہو جائے، جیسا کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے بناءِ بیت اللہ کے عمل کے متعلق یہ دعا فرمائی کہ اے ہمارے پروردگار! آپ ہمارے اس عمل کو قبول فرمالیں، کیونکہ آپ تو سننے والے اور جاننے والے ہیں، ہماری دعا کو سنتے ہیں اور ہماری نیتوں کو جانتے ہیں۔

معارف القرآن

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

اس شمارے میں

23 مارچ: حقیقت کیا ہے؟

دنیا اور دنیا پرستی

دل یا شکم

ہدیہ تحسین بنام
ممتاز حسین قادری شہید

ایم کیو ایم میں توڑ پھوڑ، متنازعہ حقوقِ نسواں بل اور 34 اسلامی ممالک کا اتحاد

قربانِ محمد ﷺ: غازی علم الدین شہید

سیرت سید المرسلین ﷺ

توحیدِ خالص

سُورۃ بَنِیْ اِسْرَاءِیْل — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیت: 111

وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ وَلَمۡ
یَکُنۡ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرۡہُ تَکۡبِیۡرًا ﴿۱۱۱﴾

آیت ۱۱۱ ﴿وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ﴾ ’’اور کہہ دیجیے کہ کل حمد اور کل شکر اللہ ہی کے لیے ہے‘‘

یہ آیت اپنے مضمون کے اعتبار سے سورۃ الاخلاص کی ہم وزن ہے۔ اس میں پانچ مختلف انداز میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور توحید کا بیان ہے۔ اس ضمن میں یہ پہلی بات ہے‘ یعنی حضور ﷺ کی زبان مبارک سے یہ اعلان کہ تمام تعریفیں اور ہر قسم کا شکر اللہ ہی کے لیے ہے۔

﴿الَّذِیۡ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا﴾ ’’جس نے نہیں بنائی کوئی اولاد‘‘

یہ دوسری بات ہے‘ جسے سورۃ الاخلاص میں ﴿لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾﴾ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

﴿وَّلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ﴾ ’’اور نہیں ہے اس کا کوئی شریک بادشاہی میں‘‘

تیسری بات اقتدار و اختیار سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ تنہا ہر چیز کا مالک و مختار اور مالک الملک ہے۔ اس کے علاوہ کسی کے پاس کسی قسم کا کوئی اختیار نہیں۔

﴿وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ﴾ ’’اور نہ ہی اس کا کوئی دوست ہے کمزوری کی وجہ سے‘‘

یہ چوتھی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کو اپنی دوستیوں پر قیاس مت کرو۔ تم تو دوستیاں اس لیے پالتے ہو کہ تم اپنے دوستوں کے محتاج ہوتے ہو۔

﴿وَکَبِّرۡہُ تَکۡبِیۡرًا ﴿۱۱۱﴾﴾ ’’اُس کی تکبیر کرو جیسے کہ تکبیر کرنے کا حق ہے۔‘‘

یہ ترجمہ (تکبیر کرو) بہت اہم اور توجہ طلب ہے۔ صرف زبان سے ’’اللہ اکبر‘‘ کہہ دینے سے اللہ کی تکبیر نہیں ہو جاتی‘ اس کے لیے عملی طور پر بھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ زبان سے اللہ اکبر کہنا تو تکبیر کا پہلا درجہ ہے کہ کسی نے زبان سے اقرار کر لیا کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس کے بعد اہم اور کٹھن مرحلہ اپنے تمام انفرادی اور اجتماعی معاملات میں اللہ کو عملی طور پر بڑا کرنے کا ہے۔ یہ مرحلہ تب طے ہوگا جب ہمارے گھر میں بھی اللہ کو بڑا تسلیم کیا جائے گا اور گھر کے تمام معاملات میں اسی کی بات مانی جائے گی‘ جب ہماری پارلیمنٹ میں بھی اس کی بڑائی کو تسلیم کیا جائے گا اور کوئی قانون اس کی شریعت کے خلاف نہیں بن سکے گا‘ جب ہماری عدالتوں میں بھی اس کی بڑائی کا ڈنکا بجے گا اور تمام فیصلے اسی کے احکامات کی روشنی میں کیے جائیں گے۔ غرض جب تک ہر چھوٹے بڑے معاملے میں اور ہر کہیں اس کا حکم آخری حکم کے طور پر تسلیم نہیں کیا جائے گا‘ اللہ کی تکبیر کا حق ادا نہیں ہوگا۔

فرمان نبوی

سب سے افضل ذکر اور دعا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: ((أَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ))

(ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’افضل ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور افضل دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔‘‘

تشریح: لا الٰہ الا اللّٰہ سب سے افضل اس لیے ہے کہ اسلام و ایمان کے سارے وجود کی بنیاد ہی اس پر ہے۔ اس کے بغیر نہ ایمان صحیح ہوتا ہے اور نہ اس کے بغیر کوئی مسلمان بنتا ہے۔

بعض محققین فرماتے ہیں کہ تمام اذکار میں یہ کلمہ سب سے افضل اس وجہ سے ہے کہ ذاکر کے باطن کو برے اوصاف کو پاک اور صاف کرنے میں اس کلمہ کو بڑی عجیب و عظیم تاثیر حاصل ہے۔

الحمد للہ کو دعا اس لئے فرمایا گیا ہے کہ اللہ کی تعریف دعا و سوال کے زمرہ میں ہی آتی ہے اور اس کو افضل اس وجہ سے بتایا گیا ہے کہ منعم حقیقی یعنی خدا کی حمد شکر کے معنیٰ میں ہے اور یہ ظاہر ہے کہ شکر نعمت و برکت میں زیادتی کا موجب ہوتا ہے۔

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

23 مارچ: حقیقت کیا ہے؟

پاکستان کی سیاسی تاریخ کا اگر جائزہ لیا جائے تو صورت حال پر اس سے بہتر تبصرہ نہیں ہوسکتا کہ سنتا جا اور شرماتا جا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ پہلے چار سال یعنی 1951ء تک کسی قدر خیریت گزری۔ بعدازاں اگلے پینسٹھ (65) سال میں آپ کو جگہ جگہ دجل و فریب کی داستانیں بکھری ہوئی ملیں گی۔ قیامِ پاکستان کے ڈیڑھ سال بعد یعنی 1949ء میں آئین ساز اسمبلی نے قرار دادِ مقاصد منظور کر لی۔ وہ بھی اس صورت میں جب شبیر احمد عثمانیؒ جیسی شخصیت نے اسمبلی میں حکمران مسلم لیگ کو دھمکی دی تھی کہ اگر تم لوگوں نے یہ قرار داد منظور نہ کی تو میں اسمبلی سے باہر جا کر پکار پکار کر لوگوں سے کہوں گا کہ مسلم لیگ نے ہم سب کو دھوکہ دیا ہے۔ شبیر احمد عثمانیؒ اُن چند مذہبی رہنماؤں میں سے تھے جنہوں نے علماء کی اپنی برادری سے اختلاف کر کے تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت کی تھی۔ بہرحال کھینچ تان کر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ لیاقت علی خان کی شہادت تک معاملات ابھی زیادہ خرابی کی طرف نہیں گئے تھے۔ ہم نے اپنی صورت کو ابھی اس قدر بگاڑا نہیں تھا کہ ہماری پہچان مسئلہ بنتی۔ بہرحال کہنے والے یہ کہتے ہیں کہ لیاقت علی خان کو ایک سازش کے تحت شہید ہی اس لیے کیا گیا تھا کہ اُنہوں نے طے کر لیا تھا کہ قرار دادِ مقاصد کو ہر صورت اور جلد از جلد عملی جامہ پہنایا جائے۔ اس ظن کو اس انکشاف سے تقویت ملتی ہے کہ اُن کے قتل میں کمیونسٹ عناصر ملوث پائے گئے تھے اگرچہ اصل مجرموں تک پہنچنے کے لیے آج تک کوئی سنجیدہ کوشش اور تحقیقات وغیرہ نہیں کی گئیں۔

بہرحال ایک لیاقت علی خان کی شہادت ہی نہیں آج تک یہ بدقسمت قوم جتنے بھی سانحات سے دوچار ہوئی ہے اُن میں سے کسی ایک سانحہ کے ملزموں کا بھی تعاقب کر کے اُنہیں کٹہرے میں کھڑا نہ کیا گیا اور نہ کسی کو قومی مجرم قرار دے کر عبرتناک سزا دی گئی۔

گزشتہ ہفتے 23 مارچ یوم پاکستان کے طور پر زور و شور سے منایا گیا۔ ہم چاہیں گے کہ 23 مارچ بطور یوم پاکستان منانے کے حوالہ سے بھی ایک تکلیف دہ اور دلخراش حقیقت قارئین کے سامنے لائی جائے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ 23 مارچ اگر یوم پاکستان ہے تو 14 اگست کیا ہے؟ اگر ہم 23 مارچ کو یوم پاکستان اس لیے قرار دیتے ہیں کہ 1940ء میں اس دن منٹو پارک لاہور میں ایک قرار داد منظور ہوئی تھی جو پاکستان کی آزادی کی بنیاد ثابت ہوئی، تو ہم بات کو اس حد تک تسلیم کر لیتے ہیں۔ یقیناً یہ قرار داد تحریک آزادی کی بنیاد بنی۔ اگرچہ یہ قرار داد لاہور کے عنوان سے پیش کی گئی تھی اور اس قرار داد میں پاکستان کا نام تک نہیں ہے اور اس میں آزاد ریاست Independent state کا نہیں بلکہ آزاد مسلم ریاستوں کا ذکر ہے یعنی State کی بجائے States کا لفظ لکھا ہوا ہے یہ اضافی ''s'' 1946ء میں کاٹا گیا۔ اسے قرار داد پاکستان تو ہندو پریس نے طنزیہ انداز میں کہا تھا۔ لیکن اور یہ بہت بڑا لیکن ہے کہ اگر 23 مارچ ہی یوم پاکستان ہے اور یہ اس لیے منایا جاتا ہے کہ 1940ء میں اس دن قیام پاکستان کے لیے قرار داد منظور ہوئی تھی تو

ہفت روزہ لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
19 تا 25 جمادی الثانی 1437ھ جلد 25
29 مارچ تا 4 اپریل 2016ء شمارہ 13
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا-------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

قیامِ پاکستان کے بعد 1948ء سے لے کر 1955ء تک ہم یہ دن منانے کے حوالہ سے بالکل خاموش کیوں ہیں۔ حکومتی ریکارڈ کے مطابق مذکورہ سات سالوں میں نہ یہ دن منایا گیا، نہ قومی تعطیل، نہ کوئی جشن، نہ کوئی پریڈ وغیرہ آخر کیوں؟

تاریخی حقیقت یہ ہے کہ 23 مارچ 1956ء کو اُس وقت کے وزیراعظم پاکستان چودھری محمد علی نے پاکستان کو پہلا آئین دیا تھا۔ پاکستان تختِ برطانیہ کی ماتحتی سے اعلانیہ طور پر الگ ہو گیا تھا اور اس دن کو یوم جمہوریہ قرار دیا گیا تھا۔ 1957ء اور 1958ء میں بھی 23 مارچ کو بطور یوم جمہوریہ پاکستان منایا گیا۔ قومی تعطیل ہوئی اور تمام تقریبات منعقد ہوئیں۔ اکتوبر 1958ء میں جنرل ایوب خان نے ملک بھر میں مارشل لاء لگا دیا اور 1956ء کے آئین کو منسوخ کر دیا۔ گویا خاکی وردی والوں نے جمہوریت اور آئین سب کچھ اپنے بھاری بوٹوں تلے روند ڈالا۔ 1959ء میں جب 23 مارچ کی آمد آمد تھی تو فوجی حکمرانوں کے سامنے یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ وہ یوم جمہوریہ کس طرح منائیں؟ وہ اُس آئین کے بننے کا دن کیسے اور کیوں منائیں جسے وہ کفنا اور دفنا چکے ہیں۔ اِن فوجی حکمرانوں کے سامنے اصل مسئلہ یہ تھا کہ اس روز عوام چھٹی منانے اور مختلف تقریبات منعقد کرنے کے عادی ہو چکے تھے۔ سول بیوروکریسی جس کی ذہانت اور فطانت ہمیشہ آڑے وقت میں ہر قسم کے حکمرانوں کے کام آئی اُسی کا مشورہ ہوگا کہ فکر مند ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ خوش قسمتی سے (حکمرانوں کی خوش قسمتی اکثر عوام کی بد قسمتی بن جاتی ہے) اسی روز یعنی 23 مارچ 1940ء کو منٹو پارک میں وہ قرارداد بھی تو منظور ہوئی تھی جسے سب مانتے ہیں کہ وہ تحریک پاکستان کی بنیاد بنی تھی۔ لہٰذا 23 مارچ کی تعطیل اور تقریبات کا تعلق 1956ء کے آئین سے ختم کر کے 1940ء کی قرارداد سے جوڑ دیا جائے اور پہلے سے بڑھ کر زور و شور سے تقریبات منعقد کی جائیں۔ عوام کا تعلق تو تعطیل اور رنگ برنگی تقریبات سے ہے۔ اُنہیں اس سے کیا فرق پڑے گا کہ 23 مارچ جو یوم جمہوریہ تھا، اب یوم پاکستان بن گیا ہے۔ عوام یقیناً اس غم میں دبلے نہیں ہوں گے کہ جمہوریت کی سالگرہ جمہوریت کی برسی کیوں بن گئی ہے۔ نوٹ کرنے کی بات یہ ہے کہ اڑھائی سالہ نوخیز کلی کو کھلنے سے پہلے زندہ درگور کرنے پر جمہوریت کے کسی چیمپئن کا ضمیر نہ جاگا۔ ہمارے لیے تو جمہوریت نامحرم ہے، لہٰذا ہم نے اگر غضِ بصر سے کام لیا تو غلط نہیں کیا۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمارے وہ سیاست دان جو دن رات جمہوریت کی رٹ لگاتے ہیں، جمہوریت کی خاطر اپنی قربانیوں کا ڈھول پیٹتے رہتے ہیں۔ وہ 23 مارچ کو یوم پاکستان قرار دے کر جمہوریت کے مزار پر چادر کیوں چڑھاتے ہیں؟ عاشقانِ جمہوریت یہ مسئلہ لے کر میدان میں کیوں نہیں نکلتے کہ 23 مارچ 1956ء کو اس سرزمین کو پہلا آئین ملا۔ تختِ برطانیہ کی بالواسطہ غلامی بھی انجام کو پہنچی تھی۔ پاکستان کا گورنر جنرل پاکستان کا صدر بن گیا تھا۔ لہٰذا ہم اس دن کو بطور یوم جمہوریہ منائیں گے۔ ہم تاریخ کو درست کریں گے اور فوجی طالع آزما کی عیاری اور چالاکی کا پردہ چاک کریں گے کہ اُس نے یوم جمہوریہ کو یوم پاکستان کیوں بنا ڈالا۔ لیکن یقین مانیے کہ وہ کبھی ایسا نہیں کریں گے۔ اس لیے کہ اصل الاصول یہ ہے کہ ہر شے اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ پاکستان میں صفِ اوّل کا کوئی لیڈر بھی ایسا نہیں ہے جو عوام کی پیداوار ہو۔ جس نے لیڈر بننے کے لیے G.H.Q کا سہارا نہ لیا ہو۔ ذوالفقار علی بھٹو اور میاں نواز شریف وزیراعظم بنے۔ انہیں عوام کی حمایت بھی حاصل ہوئی، لیکن دونوں پودے فوجی گملوں میں لگائے گئے تھے۔ ذوالفقار علی بھٹو کو کون جانتا تھا؟ ایوب خان سندھ سے ایوب کھوڑو کو پیچھے دھکیل کر اس نوجوان کو آگے لائے وہ ایوب خان کو ڈیڈی کہتے تھے اور اُن کی جمہوریت یہ تھی کہ اُنہوں نے تجویز کیا کہ ہر ضلع کے D.C کو مسلم لیگ کا صدر اور ایس پی کو سیکرٹری جنرل بنایا جائے۔ ایسا ہی تعلق میاں نواز شریف کا جنرل ضیاء الحق سے تھا۔ فوجی حکومت کا کل پرزہ بن کر انہوں نے سیاسی تربیت حاصل کی۔ وہ کچھ عرصہ پہلے تک کہتے رہے کہ میں جنرل ضیاء الحق کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں گا۔

ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ نام نہاد لیڈر جمہوریت سے مخلص نہیں ہیں۔ انہیں اقتدار اور قوت چاہیے تاکہ حکمرانی کے مزے لیں اور اس کے ذریعے اپنی دولت میں اضافہ کر سکیں۔ جمہوریت نظریہ نہیں ہے حصولِ اقتدار کا زینہ ہے۔ حقیقت میں ہمیں تو اپنی اور اپنے بیٹی بھائیوں کی فکر کھائے جا رہی ہے، لہٰذا معذرت کے ساتھ ہم یہ کہنے کی جرأت کریں گے کہ اسی آئینہ میں مذہبی راہنما اور کارکن بھی اپنا عکس دیکھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ پاکستان اسلام کی بجائے لبرل ازم کی طرف کیوں بڑھ رہا ہے؟ پاکستانی مسلمان کے مذہب سے جذباتی لگاؤ کے باوجود ہر سطح پر مذہب کے حوالہ سے یہ پسپائی کیسی ہے؟ کہیں یہاں بھی اخلاص کا فقدان تو نہیں؟ یہاں بھی آخرت کو دنیا پر ترجیح تو نہیں دی جا رہی۔ دین کے حوالہ سے نعروں اور اجتماعات کے انعقاد پر اکتفا کیا جا رہا ہے اور تمام تر کاوشیں اور صلاحیتیں اصلاً دنیا کمانے میں صرف ہو رہی ہیں۔ خدارا اِس نکتہ کو سمجھیں کہ صورتِ حال معلق نہیں رہ سکتی۔ اگر آگے نہیں بڑھتے تو پیچھے ہٹنا پڑے گا۔ اپنا محاسبہ کرنے اور نظرِ ثانی کر کے دنیا و آخرت کے خسارے سے بچنے کی تدبیر کرنا ہو گی۔ یقیناً آخرت کا خسارہ ہی حقیقی خسارہ ہے۔ اور اس سے بچنے کے لیے اپنا رخ درست کرنے، پُرخلوص اور کمر توڑ جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک مومنِ صادق کے کرنے کا اصل کام یہی ہے۔ اے اللہ! اپنے نام لیواؤں کو اس کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا رب العالمین

☆☆☆

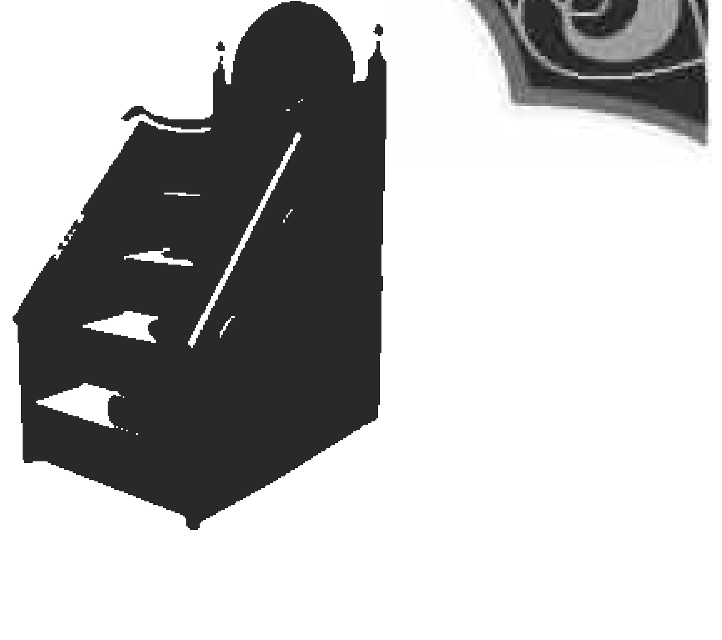

دنیا اور دنیا پرستی

(قرآن اور حدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں مرکزی ناظم بیت المال محترم اعجاز لطیف کے 11 مارچ 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

قرآن وحدیث کی روشنی میں آج ہم دنیا اور دنیا پرستی کے حوالے سے کچھ باتیں سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ سورۂ آل عمران کی آیت 185 میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ﴾ ’’ہر ذی نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے‘‘۔ یعنی ہم یہاں ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں آئے اور خواہی نخواہی ہمارا انجام موت ہے۔ مزید یہ کہ انسان اپنی کوششوں اور محنتوں کے ثمرات اس دنیا میں دیکھنا چاہتا ہے‘ لیکن اللہ رب العزت کا فیصلہ یہ ہے کہ: ﴿وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ﴾ ’’اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا‘‘۔ یہ دنیا دارالجزاء نہیں، دارالامتحان ہے اور یہاں کی کامیابی کوئی معنی نہیں رکھتی‘ بلکہ اصل کامیابی یہ ہے: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ﴾ ’’تو جو کوئی بچا لیا گیا جہنم سے اور داخل کر دیا گیا جنت میں تو وہ کامیاب ہو گیا‘‘۔ چنانچہ اس دن کی جیت اصلی جیت ہے اور جو اس دن ہار گیا‘ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہار گیا۔

سورۃ النجم میں دنیا پرست کے بارے میں فرمایا:

﴿فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾﴾

’’تو (اے نبی ﷺ!) آپ اعراض کیجیے ہر اُس شخص سے جس نے روگردانی کی ہے ہمارے ذکر سے‘ اور دنیا کی زندگی کے سوا جسے کچھ مطلوب نہیں ہے۔ یہ ہے ان کے علم کی رسائی کی حد۔ یقیناً آپ (ﷺ) کا ربّ خوب جانتا ہے ان کو بھی جو اُس کی راہ سے بھٹک گئے ہیں اور وہ خوب جانتا ہے ان کو بھی جو ہدایت پر ہیں۔‘‘

ہدایت کا راستہ وہ ہے جس کا ہم نماز کی حالت میں اقرار کرتے ہیں: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؁﴾ کہ بدلے کے دن کا مالک اللہ ہے اور اس کی بارگاہ میں ہم سب نے حاضر ہونا ہے اور اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے۔

اس دنیا کی حقیقت کیا ہے‘ اس بارے میں صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک کان کٹے مرے ہوئے بکری کے بچے پر گزر ہوا تو

مرتب: حافظ محمد زاہد

آپؐ نے پوچھا: تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ یہ مردہ بچہ اس کو ایک درہم کے بدلے میں مل جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ درہم تو بڑی دور کی بات ہے ہم تو یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ یہ کسی ادنیٰ چیز کے بدلے میں ملے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

قرآن یہ بھی بیان کرتا ہے کہ انسان کو دنیا کی حقیقت کا اندازہ قیامت والے دن ہوگا۔ سورۃ الفجر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾﴾ ’’اور لائی جائے گی اس روز جہنم بھی۔ اُس دن انسان کو سمجھ آئے گی‘ لیکن اب سمجھنے کا کیا فائدہ! وہ کہے گا: اے کاش میں نے اپنی زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا!‘‘

آج ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری اصل زندگی یہی ہے‘ حالانکہ یہ تو اُس اصل زندگی کا ایک دیباچہ اور تمہید ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے اور اس دنیوی زندگی کی بنیاد پر ہی ابدالآباد کی زندگی کے فیصلے ہونے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر قربان جائیں کہ جس امتحان میں اس نے ہمیں ڈالا ہے‘ اس کا پیپر پہلے سے آؤٹ کر دیا ہے۔ جو سوالات وہاں پر ہونے ہیں وہ سارے کے سارے انبیاء ورسل اور آسمانی کتابوں کے ذریعے ہمیں بتا دیے ہیں اور ہم سب ان کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں۔ باقی یہ حسرتوں کا تذکرہ صرف اس لیے ہے کہ آج انسان ان باتوں سے سبق حاصل کر لے اور اسے ایسے حسرت ناک انجام کا سامنا ہی نہ کرنا پڑے گا۔ سورۃ العنکبوت میں فرمایا: ﴿وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾﴾ ’’اور یہ دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں۔ اور آخرت کا گھر ہی یقیناً اصل زندگی ہے۔ کاش کہ انہیں معلوم ہوتا!‘‘

حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفاتحہ کے اندر ہمارے لیے اس حقیقت کو بیان کیا ہے: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؁﴾ اس کا مطلب یہ ہے ہماری کوئی چیز اپنی نہیں ہے۔ ہر چیز کا اصل مالک اور خالق اللہ ہے‘ بس ہمارے پاس عارضی اختیار ہے اور اس اختیار کے بارے میں بھی ہم سے جوابدہی ہوگی۔ اصل میں جتنا اس حقیقت کا استحضار رہے گا اتنا ہی زیادہ انسان ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؁﴾ کی شکل میں اللہ سے قول وقرار کرتا ہے۔ اس کے ساتھ اگر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی وہ

صفات بھی پیش نظر رہیں کہ اگرچہ اس نے دنیا بنا کر ہمیں اپنی آزادروی کے لیے کھلی چھٹی دے رکھی ہے' لیکن وہ ہمارے ہر فعل اور ہر حرکت سے آگاہ بھی ہے۔ اِس سے انسان گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ سورۃ الحدید میں فرمایا: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ④﴾ ''اور تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے''۔ کون سی ہماری حرکت' ہماری سوچ اور ہماری فکر ہے جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے علم کامل میں نہیں ہے۔ اس پہلو سے ایک واقعہ بھی ہے کہ کسی نے ایک بزرگ سے کہا کہ مجھ سے گناہ کی عادت نہیں جاتی۔ بزرگ نے سمجھانے کی غرض سے کہا کہ اگر تم نے گناہ کرنا ہی ہے تو ایسی جگہ جا کر گناہ کرو جہاں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نہیں ہیں اور اس مالک کا دیا ہوا کھاؤ جو اللہ کے سوا ہے۔ اس لیے کہ جس کا کھاتے ہو اس کی حکم عدولی کی تو گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ یہ چیزیں اگر پیش نظر رہیں تو انسان برائیوں سے بچ کر اپنی اصل منزل کی طرف گامزن ہو سکتا ہے۔

طبرانی کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''دنیا معلون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی معلون ہے سوائے ایسے عمل کے جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کیا جائے''۔ یعنی سارے وہ اعمال جن میں اللہ کی رضا، آخرت کی فلاح اور صرف اللہ سے اجر مطلوب نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ملعون کہا ہے اور لعنت کہتے ہیں اللہ کی رحمت سے محرومی کی کیفیت کو یعنی وہ اعمال انسان کو اللہ کی رحمت سے محروم کرنے والے ہیں۔

یہ کائنات اللہ تعالیٰ نے انسان کے امتحان کے لیے بنائی ہے۔ سورۂ آل عمران آیت 14 اور 15 میں اس حقیقت کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا: ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ⑭﴾ ''مزین کر دی گئی ہے لوگوں کے لیے مرغوبات دنیا کی محبت جیسے عورتیں، اور بیٹے، اور جمع کیے ہوئے خزانے سونے کے اور چاندی کے، اور نشان زدہ گھوڑے، اور مال مویشی اور کھیتی۔ یہ سب دُنیوی زندگی کا سروسامان ہے۔ لیکن اللہ کے پاس ہے اچھا لوٹنا''۔ انسان کے اندر سب سے زیادہ قوی جنسی جذبہ ہے اور اس کو پورا کرنے کے لیے جائز طریقہ منکوحہ بیوی کا ہے۔ اسی طرح انسان کی سہولت اور فائدے کے لیے یہ سب چیزیں بھی رکھی ہوئی ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم جن چیزوں کو اپنے لیے بہت اہم سمجھتے ہیں' ان کی حقیقت موت کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے' حتیٰ کہ میرا اور آپ کا نام بھی نہیں رہتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ لاش کو جلدی سے غسل دو اور جلدی سے اسے ٹھکانے لگا دو۔

آیت 15 میں فرمایا: ﴿قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ⑮﴾ ''ان سے کہیے کہ کیا میں تمہیں بتاؤں ان تمام چیزوں سے بہتر شے کون سی ہے؟ جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لیے ان کے ربّ کے پاس ایسے باغات ہیں جن کے دامن میں ندیاں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لیے بڑی ہی پاک عورتیں ہوں گی اور (سب سے بڑھ کر) اللہ کی خوشنودی ہوگی۔ اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے''۔ یعنی دنیا کے اندر اپنی خواہشات کو کنٹرول کرو گے اور جائز مصرف تک محدود رکھو گے تو اللہ تم سے راضی ہو جائے گا اور جب اللہ راضی ہو گیا تو پھر سارے کام سیدھے ہو جائیں گے۔ گویا جو دنیوی زندگی بھی اللہ کو راضی کرنے کی دھن میں گزارے گا وہی اصل کامیابی تک پہنچے گا۔

سورۃ الانعام میں محمد رسول اللہ ﷺ سے کہلوایا گیا: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑯②﴾ ''آپ کہیے میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے''۔ کیا آپ اور میں سینے

پریس ریلیز 25 مارچ 2016ء

وزیراعظم نواز شریف واشنگٹن کی جوہری کانفرنس میں لچک کا مظاہرہ نہ کریں

بلاول بھٹو کا یہ بیان قابل مذمت ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں کو کلیدی عہدوں پر فائز ہونے کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونا چاہیے۔

حافظ عاکف سعید

وزیراعظم نواز شریف واشنگٹن کی جوہری کانفرنس میں لچک کا مظاہرہ نہ کریں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے معجزاتی طور پر جو ایٹمی صلاحیت پاکستان کو عطا کی ہے عالمی قوتیں پاکستان کو اُس سے محروم کر کے پاکستان کی سلامتی کو خطرے میں ڈالنا چاہتی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمیں عالمی قوتوں کا یہ مطالبہ بھی یکسر مسترد کر دینا چاہیے کہ ہم اپنی صلاحیت میں بتدریج کمی کریں، اس لیے کہ ایسی صورت میں پاکستان کا دفاع کرنا ممکن نہیں رہے گا۔ امیر تنظیم اسلامی نے بلاول بھٹو کے اس بیان کی شدید مذمت کی کہ پاکستان میں اقلیتوں کو کلیدی عہدوں پر فائز ہونے کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونا چاہیے۔ اُنہوں نے کہا بلاول بھٹو کو معلوم ہونا چاہیے کہ بھارت ایک سیکولر ملک جبکہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے۔ برسلز میں ہونے والی دہشت گردی کی مذمت کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ ایسے ہولناک واقعات کے ارتکاب کا مقصد یہ ہے کہ یورپ میں مسلمانوں کے خلاف کوئی راست اقدام کیا جائے۔ اُنہوں نے نوم چومسکی کے کالم کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اسلام دشمن ہونے کے باوجود یہ دانشور تسلیم کرتا ہے کہ مسلمان دشمن قوتیں اس قسم کی دہشت گردی کا ارتکاب خود کرتی ہیں تاکہ مسلمانوں کو زک پہنچائی جا سکے۔ اُنہوں نے بلوچستان میں را کے ایجنٹ کی گرفتاری کو خفیہ ایجنسیوں کی قابل تحسین کارکردگی قرار دیا، لیکن اُنہوں نے سوال کیا کہ یہ ایجنسیاں انہیں پاکستان میں داخل ہونے اور اُن کی کارروائیاں روکنے میں کیوں ناکام ہو جاتی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ را کے ایجنٹ ماضی میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کا ارتکاب بھی کرتے رہے ہیں، لیکن حکومت مذہبی جماعتوں پر الزام دھرتی رہی۔ اُنہوں نے کہا کہ اس حوالہ سے ہمیں بھارت سے کھل کر بات کرنا ہوگی۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

پر ہاتھ رکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ میرا جینا اور مرنا اللہ کے لیے ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ہمیں اس کمی کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

دنیا اور آخرت کی اصل حقیقت کے حوالے سے

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جہاں بہت طویل آیات میں یہ باتیں سمجھائی ہیں‘ وہیں مختصر آیات کے ذریعے سے بھی بات بتائی گئی ہے۔ سورۃ النازعات میں تقابلی انداز میں سرکشی کرنے والے اور نفس کی پیروی سے بچنے والوں کے انجام کے بارے میں فرمایا: ﴿فَاَمَّا مَنْ طَغٰی ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی ﴿۴۱﴾﴾ ’’پس جس نے سرکشی کی تھی۔ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی۔ تو یقیناً اس کا ٹھکانہ اب جہنم ہی ہے۔ اور (اس کے برعکس) جو کوئی ڈرتا رہا اپنے ربّ کے حضور کھڑا ہونے (کے خیال) سے اور اُس نے روکے رکھا اپنے نفس کو خواہشات سے۔ تو یقیناً اُس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے۔‘‘

ان آیات کے ضمن میں یاد رکھیے کہ آج کا سب سے بڑا شرک خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنا ہے‘ جبکہ بدقسمتی سے ہم نے یہ سمجھا ہے کہ بس غیر اللہ کو پکارنا یا قبر پہ ماتھا ٹیکنا‘ یا بتوں کی پوجا کرنا شرک ہے۔ حالانکہ قرآن خواہشاتِ نفس کی ہر قیمت پر تکمیل کو بھی شرک کہتا ہے: ﴿اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَہٗ ھَوٰىہُ ط﴾ (الفرقان:43) ’’کیا تم نے دیکھا اُس شخص کو جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا لیا ہے؟‘‘ گویا جس کی مانی جا رہی ہے وہی اصل میں معبود ہے۔ اگر نفس یا شیطان یا معاشرے کی مانی جا رہی ہے تو وہی معبود ہے۔ آج بہت سے غلط کام معاشرے کی وجہ سے کیے جا رہے ہیں اور اس وقت خوشی اور غمی کے موقع پر جو رسومات کی ایک لمبی فہرست ہے، اس کے پس منظر میں بھی یہی ہے کہ اگر ہم قل خوانی‘ تیجا‘ دسواں‘ یا چالیسواں نہیں کریں گے تو لوگوں کی باتیں سننی پڑیں گی۔ اگر دیکھا جائے تو مسلمانوں کی اکثریت نماز میں اپنے فوت شدگان کے لیے قعدہ آخیرہ میں یہ قرآنی دعا پڑھتی ہے: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾﴾ (ابراہیم) ’’اے ہمارے پروردگار! مجھے‘ میرے والدین اور تمام مؤمنین کو بخش دے‘ جس دن حساب قائم ہو‘‘۔ بہرحال یہ تو شرعی طریقہ ہے‘ لیکن جب ہم نے اس راستے پر آنا ہی نہیں ہے تو پھر ہم ان رسومات کی طرف ہی چلیں گے۔ بہرحال یہ سارے پہلو ہمارے سامنے آ گئے کہ جنت کا راستہ کون سا ہے اور جہنم کا کون سا ہے اور یہ واضح ہو گیا کہ خواہشات کی پیروی والا کبھی جنت کا راستہ نہیں ہو سکتا۔

مشکوٰۃ شریف میں اللہ کے رسول ﷺ کا بڑا جامع ارشاد نقل ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس دنیا سے محبت کرے گا‘ وہ اپنی آخرت کا نقصان کرے گا اور اس کے برعکس جو آخرت سے محبت کرے گا اس کو دنیا کے اعتبار سے وقتی طور پر کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے‘ مگر بالآخر اس کے لیے آخرت میں ہمیشہ کے لیے راحت والی زندگی ہے۔ جب ہم نیکی کے راستے پر چلتے ہیں اور ہمارے پیش نظر دنیا کے بجائے آخرت کا مستقبل ہوتا ہے تو پھر ہمیں دنیا میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ جس میں ہمیں لگتا ہے کہ دنیا کے اعتبار سے ہمارا نقصان ہو رہا ہے۔ حقیقت میں معاملہ ایسا نہیں ہے‘ بلکہ ہمیں فنا ہو جانے والی دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دینی چاہیے۔

آپ کے ذہن میں سوال آ رہا ہو گا کہ دنیا کے اندر اپنی صلاحیتیں لگانے والے بظاہر پھلتے پھولتے نظر آ رہے ہیں اور جو آخرت کے طلب گار ہیں ان کو دنیا کے اندر بہت مشکلات آ رہی ہیں اور آپ کو یہی لگتا ہے کہ شاید یہ گھاٹے یا نقصان کی بات ہے۔ درحقیقت یہ نقصان اور گھاٹا نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کا اصول اور ضابطہ ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۂ ہود کی میں بیان فرمایا ہے: ﴿مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا نُوَفِّ اِلَیْھِمْ اَعْمَالَھُمْ فِیْھَا وَھُمْ فِیْھَا لَا یُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْھَا وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾﴾ ’’ہم ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ انہیں اسی (دنیا کی زندگی) میں دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں کچھ نہیں ہے سوائے آگ کے۔ اور اس (دُنیا) میں انہوں نے جو کچھ کیا وہ سب حبط ہو جائے گا اور جو اعمال انہوں نے کیے وہ بھی ضائع ہو جائیں گے‘‘۔ یعنی جو طالب دنیا ہے اور اس نے جو بھی کوئی خیر کمائی‘ نیکی کمائی‘ یا اس نے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو ان ساری چیزوں کا بدلہ اسے اس دنیا میں ہی مل جاتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں کچھ نہیں ہے سوائے آگ کے۔ اگر میں مثال سے عرض کروں اس وقت دنیا کا امیر ترین شخص بل گیٹس ہے جس کی دولت تقریباً 80 بلین ڈالر سے بھی زیادہ ہے۔ اب دنیا والوں کی نظر میں وہ ایک بڑا کامیاب شخص ہے‘ لیکن اگر وہ ایمان اور عمل کی محرومی کی کیفیت کے ساتھ اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو یہ 80 بلین ڈالر کی دولت اس کے کچھ کام آنے والی نہیں ہے۔ اور اگر اس نے کوئی فاؤنڈیشن بنائی ہوئی ہے اور خدمت خلق کے بھی کام کر رہا ہے تو ان سب کا بدلہ اللہ اس دنیا میں ہی اسے دے رہا ہے۔

یہ تو اس شخص کی بات ہو گئی جو دنیا کا طالب ہے‘ جبکہ اس کے برعکس جو آخرت کا طالب ہے اس کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 19 میں فرمایا: ﴿وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَّشْکُوْرًا ﴿۱۹﴾﴾ ’’اور جو کوئی آخرت کا طلب گار ہو‘ اور اس کے لیے اس کے شایانِ شان کوشش کرے اور وہ مؤمن بھی ہو تو یہی لوگ ہوں گے جن کی کوشش کی قدر افزائی کی جائے گی‘‘۔ کہنے والوں نے بالکل صحیح کہا کہ اس دنیا کے لیے اتنی ہی کوشش کرو جتنا یہاں رہنا ہے۔ اب اس دنیا کے 50، 60، 70 سال کا ٹریلین آف گلیکسز ایئرز کے ساتھ کیا موازنہ ہو سکتا ہے‘ قلیل سی زندگی کا نا ختم ہونے والی ابدالآباد زندگی کے ساتھ کوئی موازنہ نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے وہاں کی نعمتوں کو مشروط کیا ہے اس کے لیے کہ جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے لیے سعی وجہد کی جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسے لوگوں کی قدر افزائی بھی فرمائے گا۔

یاد رکھیے کہ دنیا اور ہماری حیثیت پانی اور کشتی کی سی ہے کہ کشتی اور پانی لازم وملزوم ہیں‘ لیکن کشتی پانی کے اوپر رہے تو تیرتی ہے اور اگر پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو پھر کشتی ڈوب جاتی ہے۔ ہم نے بھی اس دنیا میں ایک مسافر کی طرح رہنا ہے، اس دنیا کو اپنے اندر گھسنے نہیں دینا۔ ہم نے اس کشتی کو ڈبونا نہیں ہے‘ بلکہ آخری سانس تک اللہ کی بندگی والی زندگی تین نکات کے مطابق گزارنی ہیں: (1) خود اللہ کا بندہ بننا ہے‘ (2) دوسروں کو اللہ کی بندگی کی دعوت دینی ہے‘ اور (3) اللہ کی بندگی والا نظام قائم کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی ایسی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے جس میں ہماری ترجیح آخرت ہو اور پھر ہمارا شمار ان لوگوں میں ہو جن کے اعمال وافعال اور کوششوں کی قدر دانی اللہ رب العزت قیامت کے دن فرمائیں گے۔ آمین یارب العالمین!

دل یا شکم

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

معیشت کی کمر ایک مبنی بر ظلم جنگ میں کود کر ہم تڑوا بیٹھے ہیں۔ مرہم پٹی علاج معالجہ امریکی نیٹو عطاروں سے کروا رہے ہیں۔ ہر دائرے میں یو ایس ایڈ کا ایڈز وائرس سرایت کر چکا ہے۔ ایڈز کی بیماری خدانخواستہ جسمانی سطح پر ہو تو جسم کے مدافعتی نظام کو تباہ کر دیتی ہے۔ آج بحیثیت ملک ہم کفر کے تہذیبی، اخلاقی، معاشی، سیاسی، معاشرتی حملوں اور امریکی (ثقافتی) سُنڈیوں کے خلاف قوت مدافعت کھو بیٹھے ہیں۔ جسد قومی بیماریوں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ ہماری قوت مدافعت کا سرچشمہ، ایمان، قرآن، سیرت رسول ﷺ تھا۔ اس کا حال دیکھنا ہو تو ایک مثال کافی ہے۔ سندھ کے شہر سجاول میں بلدیاتی نمائندوں کی تقریب حلف برداری میں 283 نمائندوں میں سے کوئی بھی فرد تلاوت کے لیے آگے نہ بڑھ سکا۔ کافی دیر بعد حکمران پیپلز پارٹی کے ایک نمائندے نے سورۃ الکافرون کی تلاوت کی کوشش کی۔ (حسب روایت۔ 3 مرتبہ پارلیمنٹ اور کمیٹیوں میں یہ ہو چکا ہے) غلط پڑھتا اٹک گیا ،تلاوت روک دی گئی۔ سو رہنمایانِ جمہور چٹے اَن پڑھ! حقیقی ناخواندگی تو یہی ہے! سیرتِ رسول ﷺ سے حکمرانوں کی نسبت ممتاز قادریؒ کی شہادت سے واضح ہے۔ حکومت کے ایمانی اعتبار سے مبتلائے ایڈز ہونے کے شواہد بے شمار ہیں۔ اس پر مہر تصدیق جریدے دی اکنامسٹ نے ثبت کی ہے، جس میں قادریؒ کو پھانسی دینے پر حکومت، عدالت کو بے پناہ سراہا ہے۔ برملا کہا ہے کہ وہ چاہتے تو رحم کی اپیل طویل التواء میں غیر معینہ مدت تک رکھ سکتے تھے، لیکن ایسا نہ کیا گیا۔ شرمین عبید، تحفظ خواتین بل پر بھی زبردست شاباش دی گئی ہے۔ ساتھ ہی یاددہانی کروائی ہے کہ توہین رسالت قانون کی اصلاح اور مولانا عبدالعزیز کی درستگی ابھی ادھار ہے!

ایڈز کا نیا پھوڑا پنجاب پولیس کو نکلا ہے۔ حکم نامے کے تحت لیڈی پولیس پر عبایا پہننے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ جرأت کی تو محکمانہ کارروائی ہوگی۔ خواتین پولیس اب پینٹ شرٹ پہننے پر مجبور ہوں گی! چلیے اب پنجاب تو اس اقدام سے امن کا گہوارہ بن جائے گا۔ ترقی وخوشحالی میں رشکِ نیو یارک ہو جائے گا (جہاں شرح جرائم خوفناک، ہولناک ہے!) غلامی کے یہ پھوڑے کتنے بدنما ہیں۔ یہ سارے دھپڑ پنجاب ہی کو نکل رہے ہیں! آئی جی پولیس کے اس سرتاسر خلاف شریعت حکم پر آئین، اسلامی نظریاتی کونسل کیا کہتی ہے......؟ جبکہ لعنت کی گئی ہے اس عورت پر جو مرد کا حلیہ اختیار کرے اور اس مرد پر جو عورت کا حلیہ اختیار کرے۔ یہ مخبوط الحواسی مغربی تہذیب کے شعائر میں سے ہے۔ یعنی......وہ کسی کی بیوی تھی جس کو میاں سمجھا تھا میں۔ ہمارے ہاں کی عورت اپنے خاتون ہونے پر شاداں و فرحاں و نازاں ہوتی ہے۔ اسے مرد بن کر دکھانے کا ہیضہ (Complex) نہیں ہوتا! یہ سول سوسائٹی نفسیاتی عارضہ (Syndrome) ہے جس کا ہماری معاشرت، ثقافت سے دور پار کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ غلامی اور احساس کمتری کا اظہار ہے جو حکومتی سطح پر لاحق ہو جائے تو حد درجے تشویشناک ہے۔

اسی پر بس نہیں بلکہ چیئرمین پی ٹی وی عطاء الحق قاسمی نے احتجاج کیا ہے کہ حکومت نے نیوز کاسٹرز اور اینکر خواتین کے سر پر دوپٹہ نہ اوڑھنے کا حکم جاری فرمایا ہے۔ سینٹ کی قائمہ کمیٹی کے اسی اجلاس میں چیئرمین پیمرا نے نجی ٹی وی چینلوں پر فحاشی روکنے، عریانیت کے خلاف کارروائی پر خوفناک ردعمل کا اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے پارلیمنٹ سے مدد چاہی ہے۔ جنرل ضیاء الحق نے پی ٹی وی پر سر ڈھانپنے کا حکم جاری کیا تھا تو آج تک انتہا پسندی کا انہیں طعنہ دیا جاتا رہا۔ اور یہ آج کے انتہا پسند فاشسٹ احکام جاری کرنے والے......؟ اگرچہ دوپٹہ تو پہلے ہی عنقا ہے۔ ٹیلی ویژن وہ کالے منہ والی اخلاق سوز حیا سوز بلا بن چکا ہے جو شریف مہذب گھرانوں میں پہلے ہی شجر ممنوعہ قرار پا چکا ہے۔ ڈراموں، فلموں، اشتہارات سے نوجوان نسل کو جو ذومعنی پیغامات دے کر شیطانی اغوا کا سلسلہ جاری ہے وہ ہماری تہذیبی خودکشی کا سامان ہے۔ شاید صدر ممنون حسین نے جو فرمایا ہے وہ اسی جانب اشارہ ہے: معاشرے میں صحت وصفائی کے فروغ کے لیے علماء کی خدمات لی جائیں! بلاشبہ......علماء کو احساس ہو گیا ہے تشویش ناک حد تک بگڑ جانے والی دماغی صحت کا۔ اخلاقی سڑاند کا۔ جس کی بدبو کے بھبھکوں سے ہر ذی شعور کا جینا، سانس لینا دوبھر ہو رہا ہے۔ تحفظ نسواں کے دھوکے میں بربادیٔ نسواں بل پہلے ہی حکومت کی نفسیاتی بیماری کی خبر دے رہا تھا۔ روحانی ڈاکٹروں (علماء) کا بورڈ سر جوڑے بیٹھا تو ہے۔

ادھر عوام نے ممتاز قادریؒ کے جنازے پر ان کے ہوش ٹھکانے لگانے کو ایک زبردست جھٹکا (Shock) تو دیا ہے کہ دماغ جگہ پر آ جائے! حتیٰ کہ آتش تاثیر نے آگ بگولہ ہو کر نیو یارک ٹائمز میں لکھا کہ یہ اس قدر بڑا جنازہ تھا کہ میڈیا بلیک آؤٹ ہونے کے باوجود ہر جگہ نظر آ رہا تھا (!!!) اس وقت آپ کیا کریں گے کہ جب پاگل پن صرف مدرسوں، مساجد تک محدود نہ ہو بلکہ دو سو ملین کی آبادی میں بھی پھیل جائے! سو جناب ڈریئے اس دن سے جب عشق رسول ﷺ اور اسلام سے محبت کی دیوانگی آپ کے لبرل ازم کے ہوش ٹھکانے لگانے کو اٹھ کھڑی ہو! جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ ذرا شہباز تاثیر کو تو دیکھیے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہو گئے۔ (اسے عارضہ جان کر) انہیں ماہرین نفسیات کو دکھایا جا رہا ہے۔ ملاقاتیوں سے دور رکھا جا رہا ہے۔ شہباز تو مولوی ہو گیا! یہ اب تاثیریوں کے کس کام کا! اس پر مستزاد ان کا یہ کہنا کہ میں دعاؤں سے بہ حفاظت گھر پہنچا ہوں (نہ رینجرز نہ آئی جی!) یوسف رضا گیلانی کے بیٹے کی بازیابی کے لیے بھی دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ سب مل کر ان کے لیے دعا کریں! کیا کہتی ہے موم بتی مارکہ سول سوسائٹی بیچ اس مسئلے کے؟

اُدھر کراچی میں متحدہ کی صفائی مہم پر تبصرہ یہ ہوا کہ کچرا ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ ڈال دیا۔ سیاستدانوں، حکمرانوں کے ہاں صفائی کا یہی طریقہ ہے۔ متحدہ توڑنے میں بھی تو یہی اصول کارفرما ہے۔ متحدہ کے 12 مئی فیم سیکٹر کمانڈر مشرف کی خبر یہ ہے کہ بے چارے فالج کے خطرے میں مبتلا صاحب فراش ہسپتال پڑے تھے۔ بیرونِ ملک روانگی کی سپریم کورٹ سے اجازت ملتے ہی چھلانگ مار کر اٹھ کھڑے ہوئے، گھر پہنچ گئے، صبح سویرے ہشاش بشاش دبئی روانہ! وی آئی پی ملزمان کی

قانون سے آنکھ مچولیاں دیتی ہیں۔ دوسری طرف وہ ملزمان جو حقیقی الزام بھی اپنی جان پر نہیں رکھتے کسی پولیس، عدالتی نظام کے تحت لیکن زندہ لاشوں کی صورت عقوبت خانوں میں بند درد کی ایک گولی سے بھی محروم! نظامِ انصاف کے دامن پر یہ دھبے اور یہ بے بسی بہ زبانِ حال بہت کچھ کہہ رہے ہیں۔ مشرف کا کراچی میں 50 افراد کے قتلِ عام، 150 زخمیوں پر مکہ لہرا تیا اظہارِ قوت۔ اور سانحہ لال مسجد کسے یاد نہیں! وردی کی بالادستی اور حکومت کی بے وقعتی ثابت ہوگئی۔

پاکستان کو جہالتوں میں ڈوبے یورپ کی ردِ عمل کی تحریک کے نتیجے میں ہونے والی نام نہاد نشاۃ ثانیہ کے دور میں دھکیلا جا رہا ہے۔ تنویریت، روشن خیالی اور لبرل ازم! حالانکہ وہ تحریک یورپ کے مخصوص تاریک حالات میں پاپائیت کے خلاف ردِ عمل کا شاخسانہ تھا۔ یہ نشاۃ ثانیہ، نئی زندگی نہ تھی۔ سائنسی صنعتی ترقی اور ظاہری سطحی پھلنے پھولنے کے پسِ پردہ انسانیت موت کے گھاٹ اتر گئی۔ بقول سید قطبؒ: آج انسانیت ایک بہت بڑے قحبہ خانے میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ ڈارون کے ہاتھوں معاشرتی سطح پر درخت پر جھولتے بندر کی صورت، نفس پرستی، ہوا پرستی کی اس معاشرت میں گھر خاندان اجڑ بکھر گئے۔ گودوں میں بچوں کی جگہ کتوں نے لے لی۔ قرآن نے بھی ہوا پرست انسان کو کتے ہی سے تشبیہ دی ہے۔ جس کی تکمیل فرائیڈ جیسے ڈپریشن کے مریضوں نے فلسفی کا روپ دھار کر کی۔ جو کسر تھی وہ مارکس نے انسان کو شکم کا بندہ بنا کر زندگی کی آخری رمق بھی چھین لی۔ یہ سوال اقبالؒ کی زبان میں آج ہمارے سامنے ہے۔ فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم! حکمرانوں کا شکم پرست شکم پرور ہونا راز کی بات نہیں۔ دیوانی پالیسیوں کا مرکز محور انہی کا شکم ہے۔ عوام کا نام لے کر عالمی مالیاتی اداروں کے ہاتھوں قوم کو گروی رکھا گیا ہے۔ انسان (اولاد آدم۔ بوزنے نہیں) کا فیصلہ دل کے حق میں ہوتا ہے۔ وہی قلبِ سلیم جس پر دنیا کی زندگی کی سکینت راحت عافیت بخش اجلے اعمال والی زندگی کی بنیاد ہے۔ جو آخرت (جسے جاہلوں کے انکار کے علی الرغم آ کر رہنا ہے!) کے اُس دن کی رسوائی و بدبختی سے بچالے جائے گا جس سے خلیل اللہ نے بھی پناہ مانگی ہے۔ ہم جس دوراہے پر کھڑے ہیں...... قوم کو یہ فیصلہ دینا ہوگا...... دل یا شکم!

☆☆☆☆☆

ہدیہ تحسین بنام ممتاز حسین قادری شہید

بیگم بینا حسین خالدی

سورۂ توبہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اللہ کے ہاں تو انہی لوگوں کا بڑا درجہ ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور جان و مال سے جہاد کیا وہی کامیاب ہیں۔ ان کا رب انہیں اپنی رحمت و خوشنودی، اور ایسی جنتوں کی بشارت دیتا ہے جہاں ان کے لیے پائیدار عیش کے سامان ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یقیناً اللہ کے پاس خدمات کا صلہ دینے کو بہت کچھ ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں اپنے وفاداروں اور راہ خدا میں جان و مال قربان کرنے والوں سے جو وعدے فرمائے ہیں، بحیثیت مسلمان ان وعدوں پر یقین رکھنا ہمارے عقیدۂ آخرت کا لازمی حصہ ہے۔ پھانسی کی سزا کا فیصلہ سن کر اڈیالہ جیل میں مٹھائیاں تقسیم کرنے والے ممتاز حسین قادری کو اللہ تعالیٰ نے ایمان و یقین کی دولت سے نوازا تھا۔ انہیں یقین تھا کہ جس نے اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ سے محبت کی اس نے گویا اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔

عاشقانِ رسول ﷺ کے لیے تو دنیا ہمیشہ ہی کانٹوں کی سیج ثابت ہوئی ہے۔ اس دورِ پُرفتن میں عشق و جان نثاری رسول ﷺ کی لازوال داستان رقم کر کے ممتاز قادری تو اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کے وصال و دیدار کے سفر پر روانہ ہو چکا ہے۔ اس کی پھانسی تو گویا شبِ فرقت سے خلاصی تھی۔ کفن میں لپٹے ہوئے اس کے چہرے پر چھایا ہوا سکون و اطمینان اس بات کا اظہار کر رہا تھا۔

سارا جہاں تیری محبت میں ہار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شب غم گزار کے

دارِ فانی کو الوداع کہہ چکی ان کی بند آنکھیں گویا اس بات کا اعلان کر رہی تھیں کہ۔

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میرے سرکار ﷺ ہیں ویسا نہیں کوئی

ایسی ہی نیک روحوں کے استقبال کے لیے الفاظ رب کائنات اپنی کتاب عظیم میں اس طرح بیان فرماتا ہے

﴿یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ O ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً O﴾

لاکھوں لوگوں کی معیت میں جب ان کے جسدِ خاکی کو ان کی آخری آرام گاہ تک لے جایا جا رہا تھا تو ان کے والد اور اہل خانہ صبر و رضا کا پیکر نظر آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ شہید ممتاز حسین قادری کے درجات بلند فرمائے اور ان کے اہل خانہ پر اپنی بے کراں رحمتیں نازل فرمائے (آمین) یقیناً نبی برحق حضرت محمد ﷺ کے اس وفادار کی ماں بھی ایک عظیم عورت ہے جس نے ایسے خادم رسول ﷺ کو جنم دے کر پروان چڑھایا۔ رب کائنات اس عظیم عورت کو فلاح دارین اور اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

بقیہ: ناموسِ رسالت

ٹھنڈے دل و دماغ کا بلند پایہ وکیل بھی اس طرح جذباتی ہو سکتا ہے۔'' جس پر سر شفیع نے جواب دیا: ''آپ کو نہیں معلوم ایک مسلمان کو اپنے پیغمبروں کی ذات سے کتنی گہری عقیدت اور محبت ہوتی ہے؟ شفیع بھی اگر اس وقت وہاں ہوتا تو وہ یہی کر گزرتا جو اس نے کیا ہے۔''

اف یوں ہو توہین محمدؐ اور پھر ملک ہمارا ہو
کیوں نہ جگر ہو ٹکڑے ٹکڑے اور دل پارہ پارہ ہو
صبر کی حد ہوتی ہے کوئی کب تک آخر صبر کریں
اس بے شرمی کے جینے سے بہتر ہے ہم ڈوب مریں
قید ہو اب یا دار کا تختہ جو گزرے گی جھیلیں گے
نام پہ تیرے جانِ دو عالم جان کی بازی کھیلیں گے
تو ہم کو جان سے بڑھ کر، مال اور ملک سے پیارا ہے
تیری محبت کامل ایماں، یہ ایمان ہمارا ہے
ہاں اب ہم سے صبر نہ ہوگا لاکھ کہیں غدار ہیں ہم
یا مانیں، یا جان ہے حاضر جینے سے بے زار ہیں ہم

34 اسلامی ممالک کے اتحاد میں ایران، عراق، شام اور وسطی ایشیا کے ممالک کو بھی شامل کیا جائے (اکرم ذکی)

اسلامی ممالک کے اتحاد کا سرپرست امریکہ لیکن نام سعودی عرب کا استعمال ہو رہا ہے (اوریا مقبول جان)

حقوق نسواں بل معاشرے میں سدھار کی بجائے بگاڑ پیدا کرے گا (مولانا شجاع الدین شیخ)

مصطفیٰ کمال اینڈ کمپنی کو نیا این۔آر۔او (N.R.O) دیا جا رہا ہے (رضوان الرحمان رضی)

حقوق نسواں بل کی آڑ میں پاکستان کے معاشرتی ڈھانچے کو تباہ و برباد کرنے کے لیے کچھ رقم آفر ہوئی ہے (مرزا ایوب بیگ)

ایم کیو ایم میں توڑ پھوڑ، متنازعہ حقوق نسواں بل اور 34 اسلامی ممالک کے اتحاد کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے نئے اور منفرد پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں علماء اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال : بلدیاتی الیکشن کے نتائج کے بعد ایم کیو ایم کے حوالے سے مائنس ون فارمولا ناکام ہوتا نظر آ رہا ہے، اب ایم کیو ایم کا شیرازہ بکھیرنے کے لیے مصطفیٰ کمال کئی سالوں کی روپوشی کے بعد منظر عام پر آئے ہیں۔ آپ کے خیال میں اس ''سمارٹ موو'' کے پیچھے کون ہے؟

ایوب بیگ مرزا : میں سمجھتا ہوں کہ مائنس ون فارمولا صحافتی قیاس آرائیوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اصل میں کراچی کے حالات کچھ ایسے خراب ہو چکے تھے کہ اسٹیبلشمنٹ کو نوٹس لینا پڑا۔ نتیجہ میں بدامنی 70 سے 80 فیصد تک کم ہوئی ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے جس کا الطاف حسین کے قریب ترین ساتھی بھی انکار نہیں کر سکتے۔ اب اسٹیبلشمنٹ یا جن لوگوں کا بھی اس بہتری میں کوئی کردار ہے، وہ کراچی کو جرائم پیشہ افراد کے لیے دوبارہ کھلا تو نہیں چھوڑ سکتے۔ لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اب جبکہ حالات بہتر ہوئے ہیں اور ایم کیو ایم کی عسکری قوت میں کمی آئی ہے تو مصطفیٰ کمال کو لایا گیا ہے جو 2012ء میں ملک بدر (خود ساختہ یا جبری جلاوطنی دونوں کا اطلاق ہوتا ہے) ہو گئے تھے۔ عین ممکن ہے کہ وہی اسٹیبلشمنٹ انہیں لائی ہو۔ اس لیے کہ ان کا ریکارڈ نسبتاً بہتر ہے۔ انہوں نے ایک میئر کی حیثیت سے کراچی میں کام کیا تو ان کے کام کی تعریف کی گئی۔ دنیا کے صف اوّل کے میئرز میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ وہ کراچی جو ایک زمانے میں گندگی اور غلاظت کے حوالے سے دنیا بھر میں سرفہرست تھا، انہوں نے اس کی شکل ہی بدل دی تھی۔

سوال : مصطفیٰ کمال ملکی سیاست میں دھماکے دار انٹری کے بعد اب عوام سے معافیاں مانگ رہے ہیں اور جو جرائم ماضی میں کرتے رہے وہ اب گنوا رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب الطاف حسین نے انڈیا جا کر قیام پاکستان کے خلاف باتیں کیں، سانحہ بلدیہ ٹاؤن ہوا، 12 مئی کا قتل عام ہوا، کراچی میں روزانہ درجنوں لاشیں گرائی جاتی تھیں، ان کا ضمیر اس وقت کیوں نہیں جاگا؟

ایوب بیگ مرزا : پہلی بات یہ ہے کہ ہم مصطفیٰ کمال کو کوئی دیندار، فرشتہ سیرت آدمی نہیں گردانتے، وہ ایک دنیا دار روایتی سیاستدان کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں اور ہمارے ہاں کی سیاسی روایت میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ بھٹو جو عوام کا نعرہ لے کر اُٹھے تھے، وہ بدترین ڈکٹیٹر کے ساتھ رہے۔ آٹھ سال کے بعد ان کا ضمیر جاگا۔ اس سے بھی بڑی مثال لیجیے۔ آج نواز شریف اسٹیبلشمنٹ کو کس قدر برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ لیکن اسی اسٹیبلشمنٹ کی گود میں نہ صرف یہ کہ انہوں نے پرورش پائی بلکہ جنم بھی لیا۔ آپ میڈیا کی مثال لے لیں۔ الطاف حسین کا نام لینے سے پہلے اینکرز شاید وضو یا غسل کیا کرتے تھے، اب الطاف حسین سے کیا سلوک ہو رہا ہے؟ کیا میڈیا کا ضمیر اتنی دیر تک سویا رہا؟ ہماری سیاسی روایات ایسی ہی ہیں کہ قائداعظم ایک مدت تک کانگریس کے ترجمان بنے رہے اور پھر مسلم لیگ کے صدر بن گئے۔ اس وقت کیا ہندو ٹھیک تھے؟ تو کوئی شخص اگر کسی وقت بھی اپنا Stance تبدیل کرتا ہے یا سمجھتا ہے کہ مجھ سے ماضی میں یہ غلطی سرزد ہوتی رہی ہے تو میں اسے درست تو نہیں گردانتا البتہ میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ یہ ہماری سیاسی روایت ہے۔ یہ کوئی نئی نرالی بات مصطفیٰ کمال نے نہیں کی کہ وہ اپنے ماضی سے بالکل الگ ہو کر کھڑا ہو گیا ہے۔ ایسا ماضی میں ہمارے ہاں ہوتا رہا ہے۔ یہ درست ہے یا غلط، یہ الگ بحث ہے جس پر پھر کبھی بات کر لیں گے۔

سوال : رضوان رضی صاحب! مصطفیٰ کمال کافی عرصے کی روپوشی کے بعد منظر عام پر آئے ہیں۔ آپ کے خیال میں اس سمارٹ موو کا اصل پس منظر کیا ہے؟

رضوان الرحمٰن رضی : وسیم صاحب! اس سے قبل بھی ہمارے اداروں اور اسٹیبلشمنٹ نے پورا زور لگایا اور گزشتہ ضمنی اور بلدیاتی انتخابات میں بھی پوری کوشش کی گئی کہ کراچی میں ایک Alternate قیادت پیدا کی جائے لیکن یہ کوششیں بارآور نہ ہوئیں اور متحدہ کے ووٹرز نے اس طرح کی کسی بھی تحریک کو مسترد کر دیا۔ اب اسٹیبلشمنٹ نے ایک نیا طریقہ کار اپنایا ہے کہ جس طرح 1971ء میں ایک Individual کو مطعون کر کے باقی سب کو کلین چٹ دے دی گئی۔ اس طرح اب الطاف بھائی یا ان کے ایک دو ساتھیوں کو مطعون کر کے باقی سب کے جرائم پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وسیم اختر اور فاروق ستار کے علاوہ باقی سارے اس گروپ میں شامل ہو جائیں گے۔ ہمیں سوچنا یہ چاہیے کہ ہمارے ساتھ یہ کیا کھلواڑ ہو رہا ہے؟ ان ہزاروں لوگوں کا کیا ہوا جن کے خون ناحق کا الزام ان پر لگتا ہے۔ یہ انیس قائم خانی وغیرہ سارے لوگ کون ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ کراچی میں جو قتل و غارت گری ہوتی رہی ہے اس کی ہدایات یہی موصوف جاری کیا کرتے تھے؟ اب وہ صاف ستھرے ہو گئے ہیں، گنگا نہا آئے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ایک نیا N.R.O ہے، جس کو manage کیا جا رہا ہے اور یہ وہی لوگ کر رہے ہیں جنہوں نے پہلے این آر او کو متعارف کروایا تھا۔

سوال : پہلے ایم کیو ایم پر را سے فنڈنگ کا الزام لگتا تھا

لیکن اب تو دستاویزی ثبوت بھی سامنے آچکے ہیں۔ کیا حکومت اس حوالے سے کوئی تحقیقات کر کے ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

رضوان الرحمٰن رضی: اب تک جتنے بھی حقائق سامنے آئے ہیں ان میں کوئی Solid evidence نہیں ہے کہ جس کو عدالت کے سامنے ثابت کیا جاسکے۔ اخبارات میں آنا الگ بات ہے۔ جب تک آپ رقوم کی منتقلی بذریعہ بینک ٹرانزکشن یا کرنسی ڈیلر ثابت نہیں کریں گے آپ qualify نہیں کر سکتے۔ پہلے بھی الطاف بھائی کے کمرے سے رقم برآمد ہوئی تھی۔ اس پر میڈیا نے بہت اودھم مچایا تھا، لیکن انہوں نے چار بندے کھڑے کر دیے۔ جنہوں نے بیان دے دیا کہ ہم نے یہ رقم بطور ڈونیشن دی تھی۔ ان میں سے کچھ لوگ اس وقت جیل بھی گئے تھے لیکن کچھ نہیں ہوا۔ اسی طرح مصطفیٰ کمال فیکٹر بھی ایک بڑے ڈرامے کا چھوٹا سا پارٹ ہے اور یہ آپ کو اور مجھے الجھائے رکھنے کے لیے ہے کہ جناب ہم چونکہ کراچی میں بہت زیادہ Cleansing کر رہے ہیں اس معاشرے کے پالیٹکس کی تو دیکھیں یہ ہم نے کیا کیا کچھ کر دیا ہے۔

سوال: سرفراز مرچنٹ جن کا منی لانڈرنگ کے حوالے سے بڑا نام لیا جا رہا ہے۔ انہیں حالیہ انکشافات کی بنیاد پر بیان دینے کے لیے پاکستان بلایا جا رہا ہے۔ آپ کے خیال میں وہ اس سارے معاملے میں کیا رول ادا کریں گے؟

ایوب بیگ مرز: جہاں تک را کی فنڈنگ کا تعلق ہے تو میں محترم رضوان رضی سے اختلاف کروں گا۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ نے دستاویزی ثبوت دے دیئے ہیں۔ پھر یہ کہ طارق میر اور محمد انور جو کہ لندن میں ایم کیو ایم کے فنانس کے ہیڈ تھے اور آپ کو یاد ہوگا کہ فنانس کے حوالے سے محمد انور اور الطاف حسین کا آپس میں اختلاف بھی ہوا تھا اور الطاف حسین نے ان کے خلاف ایکشن بھی لیا تھا۔ بعد میں صلح صفائی ہوگئی۔ تو یہ بات تو طے شدہ ہے کہ را سے فنڈنگ وہ لیتے رہے ہیں اور اس کے دستاویزی ثبوت موجود ہیں۔ جہاں تک اس کے علاوہ را سے تعلق کا معاملہ ہے اس پر بھی بی بی سی ایک ڈاکومنٹری نشر کر چکا ہے۔ پھر یہ کہ الطاف حسین کا وہ خط بھی موجود ہے جو اس وقت کے برطانوی وزیر اعظم کو انہوں نے لکھا تھا کہ آپ ISI کے خلاف اقدام کریں کیونکہ یہ پاکستان سے باہر نکل کر دوسرے ملکوں میں دہشت گردی کرتی ہے اس کے ثبوت میں آپ کو فراہم کروں گا۔ اس کے علاوہ الطاف حسین تقسیم برصغیر کو انسانی تاریخ کی سب بڑی غلطی اور بڑوں کی حماقت قرار دے چکے ہیں۔ جہاں تک سرفراز مرچنٹ کا تعلق ہے وہ اس بات کا گواہ ہے کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ نے اسے ثبوت دیئے تھے اور منی لانڈرنگ کے حوالے سے بھی اس کا نام استعمال کیا گیا تھا۔

سوال: کیا حکومت منی لانڈرنگ، دہشت گردی اور کرپشن کے واقعات کی تحقیقات مکمل کر کے ایم کیو ایم پر پابندی کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں مختصراً بتائیں؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک گیم چل رہی ہے اور اسٹیبلشمنٹ کراچی میں اپنا آدمی برسر اقتدار لانا چاہ رہی ہے لیکن سیاسی حکومت تسلیم نہیں کر رہی کہ فوج کا کراچی پر سیاسی حوالے سے بھی قبضہ ہو جائے۔ عجیب معاملہ یہ ہے کہ را کی فنڈنگ کے حوالے سے حکومت سرفراز مرچنٹ کو خط لکھتی ہے جس میں بجائے

> ہم مصطفیٰ کمال کو کوئی دیندار، فرشتہ سیرت آدمی نہیں گردانتے۔ وہ ایک دنیادار روایتی سیاستدان کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں اور ہمارے ہاں کی سیاسی روایت میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں

اس کے کہ ایم کیو ایم کو مجرم بنایا جاتا وہ سرفراز مرچنٹ کو مجرم بنا رہی ہے۔ جس پر سرفراز مرچنٹ نے وزیر داخلہ کو جوابی خط لکھ کر زبردست احتجاج ریکارڈ کروایا ہے اور وزیر داخلہ نے اس پر معافی مانگی ہے۔ اب وزیر داخلہ ایک نیا خط لکھ رہے ہیں۔ لہٰذا اس معاملے میں حکومت کچھ کرتی نظر نہیں آتی کیونکہ حکومت سمجھتی ہے کہ کراچی سے اس کا کنٹرول ختم ہو جائے گا۔

سوال: پنجاب اسمبلی کی طرف سے پیش کیا گیا حقوق نسواں بل بڑی عجیب وغریب شرائط پر مشتمل ہے۔ گورنر صاحب کے دستخط کے بعد یہ بل اب قانون بن چکا ہے۔ آپ کے خیال میں اس بل کے پس پردہ حقائق کیا ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: پس پردہ حقائق کی جب بات کرتے ہیں تو وہی غلامی کا تصور سامنے آتا ہے جس کا پٹہ ہم نے اپنی گردن میں ایک مدت سے ڈالا ہوا ہے اور جوں جوں ہم سیاسی اور معاشی طور پر کمزور ہوتے چلے جا رہے ہیں یہ پٹہ ہماری گردن میں مزید کستا چلا جا رہا ہے، ہالینڈ کی ملکہ میکسیما جو کہ Feminist ہیں اور ہم جنس پرستی کی بھی بہت زبردست حامی ہیں، وہ یو این او کے نمائندہ کی حیثیت سے پاکستان کے دورے پر آئی تھیں۔ انہوں نے ہماری حکومت کو بعض سبق پڑھائے بلکہ رٹائے۔ اُن کے ساتھ ورلڈ بنک کا صدر بھی تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر آپ ان کی باتوں کو مانیں گے تو ہم دوسرے ہاتھ سے آپ کی جیب میں کچھ ڈالیں گے۔ تو اصل پس منظر یہ ہے کہ ہمیں اپنے معاشرتی ڈھانچے کو گرانے اور اسے تباہ و برباد کرنے کے لیے کچھ رقم آفر ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ حکم نامہ بھی دیا گیا ہے لہٰذا امریکی اور یورپی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے یہ بل لایا گیا ہے۔

سوال: یہ حقیقت ہے کہ ہمارے معاشرے میں عورتوں پر مظالم ہوتے ہیں۔ ہمارا معاشرہ مختلف قسم کی Discrimination کا شکار ہے اور یہاں پر ہندوانہ رسموں کو شاید ہندوؤں سے بھی زیادہ فالو کیا جا رہا ہے۔ اگر ہماری دینی جماعتیں اس حوالے سے آگے بڑھ کر تجاویز نہیں دیں گی تو ملک دشمن قوتیں تو اپنا کام کرتی رہیں گی؟

ایوب بیگ مرزا: اس سلسلے میں ایک پیش رفت ہوئی ہے۔ 25 دینی جماعتوں کا اتحاد بنا ہے۔ اس اتحاد نے حکومت کو آفر کی ہے کہ وہ یہ بل واپس لے لیں۔ ہم ایک بل اسمبلی میں پیش کریں گے جس میں عورتوں پر تشدد کے سد باب کی تجاویز شریعت کی روشنی میں دی جائیں گی۔ یعنی کوئی بات قرآن وسنت کے خلاف بھی نہیں ہوگی اور عورتوں پر تشدد بھی رک جائے گا۔

سوال: شجاع الدین شیخ صاحب! ہماری تمام دینی جماعتیں اس بل کو خلاف آئین وشریعت قرار دے رہی ہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یہ بل واقعتاً شریعت کے خلاف ہے۔ اگر ہے تو اس حوالے سے آپ کے پاس کیا دلائل ہیں؟

شجاع الدین شیخ: کسی قانون میں کون سی شق حدیث کے خلاف ہے؟ اور کون سی شق قرآن پاک کی آیت کے خلاف جا رہی ہے؟ یہ بحث کا ایک انداز ہے اور ایک انداز اہل علم کے ہاں زیادہ مقبول ہے اور وہ ہے مقاصد شریعہ۔ یعنی شریعت کے مقاصد کیا ہیں؟ اسلام نے معاشرت کے حوالے سے ایک پورا مزاج عطا کیا ہے۔ گھر کا سربراہ مرد کو بنا کر عورت کو اس کے تابع رکھا۔ مرد کو بھی ہدایات عطا کی گئیں، عورت کو بھی ہدایات عطا کی گئیں۔ گھر کے معاملات کو گھر میں ہی نمٹانے کا حکم دیا گیا۔ شوہر اور بیوی کے درمیان نزاع کا معاملہ ہو تو قرآن یہ کہتا ہے کہ ایک بڑا شوہر کے خاندان کا ہوگا اور ایک بیوی کے عزیز و اقارب سے ہوگا اور اس طرح گھر کے بڑے گھر کے معاملات کو نمٹانے کی کوشش کریں گے۔ لیکن اگر آپ مذکورہ بل کا جائزہ لیں تو اس میں گھر کی چار دیواری اور تقدس کے پوری طرح پامال ہونے کا یقینی طور پر امکان موجود ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے معاشرے میں وارنٹ کے نام پر کیا کچھ نہیں ہوتا اور پھر گھر کے ایک نجی

معاملے کو گھر کے افراد کے علاوہ آپ کیسے لے کر چل سکتے ہیں ۔ ہم قانون بنانے کے مخالف نہیں ہیں ۔ ہم مرد و عورت دونوں کے حقوق کی پروٹیکشن کے قائل ہیں لیکن بات دراصل یہ ہے کہ ان تمام قریبی لوگوں کو آن بورڈ لینے کی ضرورت ہوا کرتی ہے جو کسی specific معاملہ میں Expertise رکھتے ہیں ۔ جب ہم گھر کے معاملات میں قانون سازی کرنے جا رہے ہیں تو ہمیں یہ بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا اور اس کا آئین کہتا ہے کہ یہاں قرآن وسنت کی بالادستی قائم ہوگی۔ تو پھر قانون سازی کے وقت قرآن وسنت کے ماہرین کو آن بورڈ لینے کی کوشش کیوں نہیں کی جاتی ؟ اب وزیراعظم صاحب بھی اتفاق کر رہے ہیں، وزیراعلیٰ صاحب بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم علماء کی کمیٹی بنائے دیتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ پہلے غلطی ہوئی ہے جو ماہرین شریعت کو آن بورڈ نہیں لیا گیا جس کی وجہ سے یہ مسئلہ پیش آ رہا ہے اور دینی جماعتوں کو ایکشن لینے کی ضرورت پیش آ رہی ہے۔

سوال : اگر یہ بل As it is نافذ ہو جاتا ہے تو کیا یہ معاشرے میں کوئی سدھار پیدا کر سکے گا یا نہیں؟

شجاع الدین شیخ : میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل معاشرے میں سدھار کی بجائے بگاڑ پیدا کرے گا۔ ابھی سے ایسے واقعات رپورٹ ہونا شروع ہو گئے ہیں کہ بیوی نے کہا میں تھانے فون کرتی ہوں تو شوہر نے اسے فون کرنے سے پہلے ہی جلا دیا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ تشدد کا راستہ نہ روکا جائے۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ یہ مسلمانوں کا ملک ہے، ہماری اپنی اقدار ہیں۔ اگر غیر مسلم معاشروں کے قوانین اٹھا کر As it is مسلمان معاشرے پر لاگو کرنے لگ جائیں گے تو ہم نہ گھر کے رہیں گے نہ گھاٹ کے۔ ہمارا دین صرف قانون نہیں دیتا بلکہ تعلیم اور تربیت کی بات بھی کرتا ہے، اخلاقیات کی بات بھی کرتا ہے۔ تعلیم وتربیت اور اخلاق کے پہلوؤں کو چھوڑ کر صرف قانون کے ڈنڈے کو نافذ کرنے کی کوشش کی جائے گی تو اس کا نقصان فائدہ سے کہیں زیادہ ہوگا۔

ایوب بیگ مرزا : اس بل کی ایک شق بہت ہی زیادہ نقصان دہ ہے اور وہ یہ کہ اگر عورت (صرف بیوی ہی نہیں) پر نفسیاتی تشدد بھی کیا گیا تو مرد پر یہ قانون لاگو ہو جائے گا۔ اب نفسیاتی تشدد کیا ہے؟ میں مغرب کی مثال دیتا ہوں۔ وہاں پر یہ ہوتا ہے کہ گھر کی Bell ہونے پر باپ اپنی بیٹی کو اطلاع دیتا ہے کہ Your boy friend has come لیکن ہمارے معاشرے میں معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے لہٰذا یہاں اگر کوئی لڑکی باہر جانا چاہے اور باپ اس کو روکے تو بل کے مطابق یہ نفسیاتی تشدد تصور کیا جائے گا۔ آپ سوچیں اگر ایسا ہوا تو اس کے کیا نتائج نکلیں گے؟ لہٰذا یہ ایک خطرناک صورت حال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لیتے ہوئے بل کو فوری طور پر واپس لینا چاہیے۔

سوال : ایک رائے یہ بھی آ رہی ہے کہ ممتاز قادری شہید کے ایشو کو ڈیفیوز کرنے اور علماء حضرات کو ایک نئے ایشو میں ملوث کرنے کے لیے اور میڈیا کو بھی ایک نیا Topic دینے کے لیے یہ سارا شوشہ اس پوائنٹ آف ٹائم پر چھوڑا گیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا : میں اس رائے سے جزوی طور پر اتفاق کرتا ہوں ۔ میڈیا کو تو ایک نیا موضوع دیا گیا کیونکہ میڈیا نے اس بہت بڑے ایونٹ کو نہ دکھا کر ایک بہت بڑی پروفیشنل بددیانتی کا مظاہرہ کیا ہے، لیکن میں نہیں سمجھتا کہ مذہبی طبقات کا رجحان بدلنے کے لیے ایسا کیا گیا ہو۔ اس لیے کہ مذہبی طبقات میں اس سے مزید تشویش اور اشتعال پیدا ہوا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ممتاز قادری کو پھانسی دینا اور اپنے لبرل ازم کو یوں بے لگام چھوڑ دینا یہ حکومت کو مہنگا پڑے گا۔

> **ضرورت اس امر کی ہے کہ شریعت کو قائم کرنے کے لیے ملک گیر تحریک چلائی جائے۔ شریعت کی بالادستی ہوگی تو ہر مسئلے کا حل شریعت کی رو سے نکالا جائے گا**

شجاع الدین شیخ : مجھے وسیم صاحب کے سوال سے ایک خاص حد تک اتفاق ہے۔ اصل میں تو قرآن و سنت کی بالادستی کے لیے تحریک چلنی چاہیے ورنہ ہم کبھی ممتاز قادری کو روتے رہیں گے، کبھی شرمین عبید چنائے کی ڈاکومنٹری پہ روتے رہیں گے، کبھی اس بل پر روئیں گے، کبھی اُس بل پر روئیں گے۔۔ وہ جو کہا گیا ہے کہ۔

خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

ضرورت اس امر کی ہے کہ شریعت کو قائم کرنے کے لیے ملک گیر تحریک چلائی جائے ۔ جب ملک میں شریعت کی بالادستی قائم ہوگی تو پھر کہیں بھی کوئی مسئلہ پیش آئے گا تو اس کو شریعت ہی کے مطابق حل کرنا آسان ہوگا ورنہ ہر دوسرے روز کوئی ایونٹ آتا رہے گا اور ہماری توجہات بٹتی رہیں گی۔

سوال : جناب اکرم ذکی صاحب! سعودی عرب میں بننے والے 34 اسلامی ممالک کے اتحاد کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ یہ داعش اور بڑھتی ہوئی انتہا پسندی کو کنٹرول کرنے کے لیے ہے ۔ کیا آپ یہاں کیے گئے ان اغراض ومقاصد سے اتفاق کرتے ہیں؟

اکرم ذکی : دیکھئے دہشت گردی کے خلاف جو کچھ بھی کیا جا رہا ہے، وہ اچھی بات ہے کیونکہ دہشت گردی ہر مذہب کے خلاف ہے ۔ مسلمان ملکوں کی حالت اس لیے کمزور تھی کہ وہ آپس میں متحد نہیں ہوتے تھے، ان میں انتشار تھا۔ اگر وہ اپنے آپ کو متحد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو ہمیں اس کی تعریف کرنی چاہیے۔ میں یہ کہوں گا کہ اس میں وسطی ایشیاء کے ممالک ، ایران ، عراق اور شام وغیرہ کو بھی شامل کر لیا جائے تو بہت اچھی بات ہے۔

سوال : پاکستان کو اسلامی ممالک کے اس اتحاد میں اگر کوئی لیڈنگ رول ملتا ہے جیسا کہ آفر بھی کیا جا رہا ہے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ ایسا لیڈنگ رول پاکستان میں شیعہ سنی کشیدگی کو بڑھانے کا سبب نہیں بنے گا؟

اکرم ذکی : پاکستان کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس سے انتشار پھیلے اور خاص طور پر ہمارے ملک کے حالات ایسے ہیں کہ ہم کوئی مزید انتشار افورڈ ہی نہیں کر سکتے ۔ ہمارے ایران اور سعودی عرب دونوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات ہیں۔ ہم ان کی کسی لڑائی میں شامل نہیں ہوں گے۔ ہم کوشش کریں گے کہ مصالحت ہو۔ اگر ہم ان دونوں میں مصالحت کے حوالے سے کچھ کر سکتے ہیں تو ضرور کرنا چاہیے۔

سوال : زمانہ گواہ ہے کہ سعودی عرب ہمیشہ سے امریکہ کا اتحادی رہا ہے۔ اس لحاظ سے 34 ملکی اتحاد امریکہ کی منشا کے مطابق بن رہا ہے یا اس کی مرضی کے خلاف بن رہا ہے؟

اکرم ذکی : بڑی طاقتوں کے ہر جگہ اپنے مفادات ہوتے ہیں۔ اگر آپ کوئی قدم اٹھائیں جو ان کے مفادات سے متصادم ہو تو آپ کے لیے مشکلات کھڑی ہو سکتی ہیں۔ ہمیں اگر پاکستان میں کوئی کام کرنا ہے تو ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ ہم کسی بڑی طاقت کے خلاف نہ کھڑے ہوں۔ کیونکہ ہم کھڑے ہو نہیں سکتے ۔ ہم کوئی بھی طریقہ اپنائیں لیکن ان سے ٹکراؤ کا راستہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ امریکہ میں بھی بہت سی رائے پائی جاتی ہیں۔ اب ٹرمپ بھی امریکہ میں پیدا ہو گئے ہیں ۔ خدانخواستہ اگر وہ صدر بن جائیں تو پھر حالات بالکل بدل جائیں گے۔

سوال : اوریا مقبول جان صاحب! آپ کے خیال میں 34 ملکی اتحاد کا پس منظر کیا ہے اور آپ اس کو کس انداز میں دیکھتے ہیں؟

اوریا مقبول جان : امت مسلمہ کی اس سے زیادہ بدقسمتی نہیں ہو سکتی کہ اس کے حکمران اور اس کی افواج اسلام کے لیے تو اکٹھی نہیں ہو سکیں، افغانستان پر حملہ ہوا،

عراق پر امریکہ نے حملہ کیا تو یہ اکٹھے نہیں ہوسکیں، یہ اسرائیل کے خلاف اکٹھے نہیں ہوسکیں، لیکن اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے اور اپنے اقتدار کے تحفظ کے لیے اکٹھے ہو گئیں اور یہ مکمل طور پر وہی نیٹو جیسی صورتحال ہے کہ جو سیکنڈ ورلڈوار کے بعد اکٹھی ہوئی تھیں اور سب کا سرپرست امریکہ تھا۔ یہاں بھی لگتا یہی ہے کہ سرپرست پیچھے چھپا ہوا امریکہ ہے لیکن نام سعودی عرب کا نظر آرہا ہے۔

سوال: 34 اسلامی ممالک کا اتحاد بنانے میں امریکہ کی مرضی شامل ہے یا نہیں؟

اوریا مقبول جان: دیکھیں امریکہ کی مرضی ایران کے ساتھ بھی ہے اور اس کی مرضی سعودی عرب کے اتحاد کے ساتھ بھی شامل ہے۔ امریکہ نے پہلے دونوں کو لڑایا، ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کیا۔ اس کے بعد ایران پر سے Sanctions ختم کیں۔ اس لیے ختم کیں کہ اس کے پاس پیسہ ہوگا تو وہ اسلحہ خریدے گا اور جنگ کر سکے گا۔ جنگ لڑانے کے لیے پلی ہوئی موٹی گائے کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہوں نے دونوں موٹی گایوں کو آپس میں لڑانا ہے۔ وہ شیعہ سنی فساد پورے علاقے میں شروع کرانا چاہتے ہیں جواب شروع ہو بھی چکا ہے۔

سوال: ایوب بیگ صاحب! دو معروف دانشوروں کی آراء آپ کے سامنے ہیں۔ اس پر آپ کیا تبصرہ فرمائیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: اوریا مقبول جان صاحب کی یہ بات بالکل درست ہے کہ مسلمانوں کو جہاں جہاں بھی مار پڑ رہی ہے یہ ممالک نہیں جاگے، لیکن اس وقت بہت سی وجوہات ہیں جن میں دہشت گردی اور جہادی تحریکیں سرفہرست ہیں۔ حکمرانوں کو اپنے اقتدار کا خطرہ ہے اور امریکہ ان کو کمزور کرنے کے لیے دہشت گردوں کو سپورٹ کر رہا ہے۔ لہٰذا انہیں اب اتفاق واتحاد یاد آ گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ کی منافقت حسب معمول جاری ہے۔ وہ شیعہ اور سنی طاقتوں کی پشت پر یکساں طور پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے اور دونوں کو آگے بڑھا رہا ہے اور ان دونوں کو وہ ضرور لڑائے گا۔ 34 ملکی اتحاد میں کوئی شیعہ ملک شامل نہیں ہے اور تازہ ترین خبر یہ ہے کہ سعودی عرب نے ''حزب اللہ'' کو دہشت گرد تنظیم قرار دے دیا ہے جو کہ ایک شیعہ تنظیم ہے۔ تو درحقیقت جو بات حکمرانوں کے اپنے اقتدار کے راستے میں حائل ہو رہی ہے اس کے خلاف یہ اتحاد بن رہا ہے۔

سوال: مستقبل میں بھی 34 ممالک کا یہ اتحاد مسلمانوں کے مشترکہ دشمن اسرائیل کے خلاف بھی کوئی ایکشن لے سکے گا؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت تو اس موضوع پر سوچنے پر بھی پابندی ہوگی۔ آپ کو معلوم ہے کہ سعودیہ کے وزیر کا یہ بیان آیا تھا کہ اگر فلسطینیوں اور اسرائیل کے درمیان کوئی نیا مسئلہ کھڑا ہوا تو وہ اسرائیلیوں کی حمایت کریں گے۔ بعد میں اگرچہ اس بیان کی تردید کردی گئی لیکن دال میں کچھ کالا ضرور تھا۔ اگر اسرائیل سعودی شہزادوں کے اقتدار کے دوام کا باعث بنے گا تو وہ اسرائیل کے ساتھ ہوں گے۔ یہی مسئلہ ایران کا بھی ہے۔ اگر شام میں سنی مضبوط ہو رہے ہوں گے تو وہ بشارالاسد کو پوری طرح سپورٹ کریں گے، لبنان میں حزب اللہ کو تھپکائیں گے۔ جہاں تک اس اتحاد میں پاکستان کے لیڈنگ رول قبول کرنے کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ عملی طور پر پاکستان کوئی لیڈنگ رول قبول نہیں کرے گا بلکہ پاکستان کا رول صرف آن پیپر رہے گا۔ اس وقت حقیقت میں تو ہم سعودی عرب کے ساتھ ہیں لیکن ایران کا معاملہ یہ ہے کہ کچھ بھی ہو وہ ہمارا ہمسایہ ہے اور ہمسایہ ہونے کے ناطے ہمارے لیے یہ ممکن نہیں کہ ہم اس سے تعلقات بگاڑ لیں۔ لہٰذا ہمیں بڑی احتیاط سے چلنا ہوگا اور امریکہ کی گیم کو سمجھتے ہوئے ان دونوں ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم رکھنا ہوگا۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

ضرورت رشتہ

☆لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم ایم فل اسلامیات، قد 5.6، شرعی پردہ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔ لاہور کا رہائشی قابل ترجیح۔ رابطہ: 0308-4036356
0321-6613032

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں
تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

شمارہ اپریل 2016
رجب المرجب ۱۴۳۷ھ

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

مشمولات

☆ ریاست اور مذہب کی جنگ — ادارہ
☆ اطاعتِ رسول ﷺ: ایمان کی علامت ہے (مطالعۂ حدیث) — ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ قرآن کریم کی اصولی باتیں (۸) — ڈاکٹر عمر بن عبداللہ المقبل
☆ فضائلِ اخلاق — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ مسلمانوں کا عروج وزوال — سید وجاہت علی
☆ دارالعلوم دیوبند کے قیام کا مقصد اور موجودہ مدارس کا کردار — پروفیسر محمد انس حسان
☆ حاجی عبدالواحد صاحبؒ کی یادداشتیں (۵) — پروفیسر حافظ قاسم رضوان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 30 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 300 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

قربانِ محمد ﷺ: غازی علم الدین شہید

مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمہ اللہ

لاہور کے ایک ترکھان کا بیٹا علم الدین عالم فاضل تھا، نہ دنیاوی طور پر تعلیم یافتہ، مکتب میں داخلہ لیا نہ خانقاہ کا راستہ دیکھا۔ وہ سیدھا سادہ جفاکش قسم کا ناخواندہ نوجوان تھا۔ اکیس سال کی عمر تھی کہ ایک دن معمول کی مزدوری سے واپس آتے ہوئے دہلی دروازے میں لوگوں کا ایک ہجوم دیکھا۔ وہاں تقریریں ہو رہی تھیں، وہ بھی کچھ دیر کھڑے ہو کر سنتا رہا لیکن اس کے پلے کچھ نہ پڑا۔ قریب کھڑے ایک صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ راجپال نے نبی کریم ﷺ کے خلاف کتاب چھاپی ہے، اس کے خلاف تقریریں ہو رہی ہیں اور علماء نے اسے واجب القتل قرار دیا ہے۔ علم الدین کے دل میں شعلے سے بھڑک اٹھے لیکن اسے معلوم نہ تھا، راجپال کون ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ اس کا حلیہ کیسا ہے؟ انہی دنوں بیرون دہلی دروازہ میں مسلمانوں کا ایک فقید المثال اجتماع ہوا جس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے ایسی دل گداز تقریر کی کہ سامعین پر رقت طاری ہوگئی۔ کچھ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ شاہ جی نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"آج آپ لوگ جناب فخر رسول، محمد عربی ﷺ کی عزت وناموس کو برقرار رکھنے کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ آج جنس انسان کو عزت بخشنے والے کی عزت خطرے میں ہے، آج اس جلیل المرتبت کا ناموس معرض خطر میں ہے جس کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے۔"

اس جلسہ میں مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید دہلوی بھی موجود تھے۔ شاہ جی نے ان سے مخاطب ہو کر کہا: "آج مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید کے دروازے پر ام المومنین عائشہ صدیقہ اور ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ عنہا) کھڑی پوچھ رہی ہیں: ہم تمہاری مائیں ہیں، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں؟ ارے دیکھو! کہیں ام المومنین عائشہ صدیقہ دروازہ پر کھڑی تو نہیں؟"

یہ الفاظ دل کی گہرائیوں سے اس جوش اور ولولے کے ساتھ اُبل پڑے کہ سامعین کی نظر معاً دروازے کی طرف اُٹھ گئیں اور ہر طرف سے آہ و بکا کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ پھر اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا: "تمہاری محبتوں کا یہ عالم ہے کہ عام حالتوں میں کٹ مرتے ہو لیکن کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آج گنبد خضراء میں رسول اللہ ﷺ تڑپ رہے ہیں؟ آج خدیجہؓ اور عائشہؓ پریشان ہیں۔ بتاؤ! تمہارے دلوں میں امہات المومنین (رضی اللہ عنہن) کے لیے کوئی جگہ ہے؟ آج ام المومنین عائشہؓ تم سے اپنے حق کا مطالبہ کرتی ہیں۔ وہی عائشہ جنہیں رسول اللہ ﷺ "حمیرا" کہہ کر پکارا کرتے تھے، جنہوں نے سید عالم ﷺ کو وصال کے وقت مسواک چبا کر دی تھی۔ یاد رکھو! اگر تم نے خدیجہؓ اور عائشہؓ کے لیے جانیں دیں تو یہ کچھ کم فخر کی بات نہیں۔"

اس تقریر نے سارے شہر میں آگ لگا دی۔ ملک کے طول وعرض میں احتجاجی جلسے ہونے اور جلوس نکلنے لگے۔ آخر ایک دودھ فروش خدا بخش نامی اٹھا اور اس نے راجپال پر جا کر چاقو سے حملہ کر دیا۔ راجپال زخمی تو ہوا لیکن اس کی جان بچ گئی۔ ادھر علم الدین رات کو سو رہے تھے کہ انہیں ایک بزرگ خواب میں ملے اور انہوں نے کہا: "علم الدین ابھی تک سو رہے ہو، تمہارے نبی ﷺ کی شان کے خلاف دشمن کارروائیوں میں لگے ہیں۔ اُٹھو! جلدی کرو۔" علم الدین صبح اٹھا اس نے ایک ہندو کباڑیے کی دکان سے اپنے مطلب کی چھری لی اور چل دیا۔ راجپال ابھی اپنے دفتر میں آ کر بیٹھا ہی تھا کہ غازی علم الدین نے اندر داخل ہو کر پلک جھپکنے میں چھری نکال کر گستاخ رسول کے بدبودار سینے میں اُتار دی۔ ایک ہی وار اتنا کارگر ثابت ہوا کہ راجپال کے منہ سے صرف ہائے کی آواز نکلی اور وہ اوندھے منہ زمین پر جا پڑا۔

علامہ اقبال کو جب غازی علم الدین کے بارے میں بتایا گیا کہ ایک اکیس سالہ ان پڑھ اور مزدور پیشہ نوجوان نے گستاخ رسول کو واصل جہنم کر دیا ہے تو انہوں نے گلوگیر لہجے میں کہا: "اسی گلاں ای کردے رہ گئے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا۔" (ہم باتیں ہی بناتے رہے اور بڑھئی کا بیٹا بازی لے گیا)

غازی گرفتار ہوئے، سیشن کورٹ میں مقدمہ چلا اور انہیں پھانسی کی سزا کا حکم سنایا گیا۔ مسلمانوں نے سیشن جج کے فیصلے کے خلاف ہائیکورٹ میں اپیل کر دی۔ مسٹر محمد علی جناح ان دنوں بمبئی میں وکالت کرتے تھے۔ انہیں اس مقدمے کے لیے بلایا گیا۔ انہوں نے فاضلانہ بحث کی اور ٹھوس دلائل دیئے لیکن ہائی کورٹ نے سیشن جج کا فیصلہ برقرار رکھا۔ غازی کو ہائی کورٹ کا فیصلہ سنایا گیا تو انہوں نے مسکرا کر کہا: "شکر الحمد للہ! میں یہی چاہتا تھا، بزدلوں کی طرح قیدی بن کر جیل میں گلنے سڑنے کی بجائے تختہ دار پر چڑھ کر رحمۃ للعالمین ﷺ پر اس حقیر سی جان کو قربان کر دینا صد ہزار سکون کا موجب ہے۔ اللہ میری اس ادنیٰ اور پُرخلوص قربانی کو قبول فرمائے۔

غازی علم الدین شہید کے جنازے میں تقریباً 6 لاکھ مسلمان شریک ہوئے اور جنازے کا جلوس تقریباً ساڑھے 5 میل لمبا تھا۔ وہ نہ صوفی باصفا تھے نہ شعلہ نوا خطیب، نہ کوئی مشہور مدرس تھے اور نہ ہی سیاسی رہنما، بس ایک عاشق رسول تھے مگر جب انہیں قبر میں رکھا گیا تو قطعہ ارض خوشبو سے مہک اٹھا اور بے شمار علماء مشائخ کے دل میں یہ آرزو مچلنے لگی کہ اے کاش! اس قبر میں ہمارے جسد خاکی کو رکھا جاتا۔

سر محمد شفیع کو انگلش سرکار نے ان کی خدمات کے عوض "سر" کا خطاب دیا تھا۔ تحریک پاکستان کے نامور لیڈر تھے۔ کئی سال انگلستان میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ 1919ء میں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن بھی نامزد ہوئے، "روشن خیال" بھی تھے اور ماڈرن زندگی کے حامی بھی۔ انہیں ایک ایسے مقدمہ میں عدالت کے روبرو پیش ہونا پڑا جس میں ایک غریب مسلمان خانساماں نے حضور ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر انگریز میجر کی بیوی کو قتل کر دیا تھا۔ اس مقدمہ میں دوران بحث میاں محمد شفیع کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جس پر مقدمہ کی سماعت کرنے والے ججوں نے حیرت سے پوچھا: "سر شفیع! کیا آپ جیسے (باقی صفحہ 9 پر)

سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ناصرہ سلیمان

تمام تعریفیں اُس ذات کے لیے ہیں جو رب کائنات ہے، جس نے سب کچھ تخلیق کیا، جو ہر ایک کو رزق دینے والا ہے، جس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا اور انسانیت پر سب سے بڑا احسان یہ کیا کہ نبی برحق حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی بنا کر بھیجا جن کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ اسی سانچے میں ہم نے اپنی زندگیوں کو ڈھالنا ہے۔ یہ اس زمین پر کامیاب زندگی گزارنے کے لیے ہماری ضرورت ہے۔ اسی وجہ سے آپ ؐ کی سیرت اور حدیث کا علم محفوظ کیا گیا۔ اس علمی شمع کو روشن کرنے سے ہی انسانوں کے دل، زندگیاں اور معاشرے روشن ہو سکتے ہیں۔ یہ علم ہماری اور ہماری نسلوں کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اسی کے توسط سے رب رحیم کا قرب نصیب ہو سکتا ہے، اس کی رضا کے مطابق زندگی گزاری جا سکتی ہے، دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ جس ذات نے ہمیں دنیا و آخرت کی کامیابی کا رستہ بتایا ہمیں آپ ؐ پر درود وسلام بھیجنا چاہیے۔ آپ ؐ کا یہ حق ہر مومن عورت اور ہر مومن مرد کے ذمے واجب ہے، کتاب اللہ میں ارشاد ربانی ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اُن پر کثرت سے درود وسلام بھیجو''۔ (سورۃ الاحزاب:56)

جو شخص نبی پاک ؐ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتے ہیں۔ درود ابراہیمی اعلیٰ ترین اور افضل ترین درود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو درود ابراہیمی سکھایا اور انہیں فرمایا کہ یہ تم پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

جو شخص کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیتا ہے۔ اس پر مقام رسالت تو واضح ہو جاتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی ممتاز ترین حیثیت اللہ کے آخری رسول کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ کو برگزیدہ کیا، وحی کے ساتھ سرفراز فرمایا، منصب رسالت پر مامور کیا اور لوگوں پر آپ ؐ کی اطاعت لازمی قرار دی بلکہ رسول اللہ کی اطاعت کو خود اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا گیا۔

''جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی''۔ (النساء:80)

اس حوالے سے قرآن مجید میں بے شمار آیات موجود ہیں۔ سورہ محمد میں ہے۔ ''اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ؐ کی اطاعت کرو۔ اپنے اعمال ضائع نہ کرو''(آیت:34)

رسول اللہ ﷺ نے انسانوں کو وہ دین دیا جس سے طریق حیات نصیب ہوا، جو فطرت کے انتہائی قریب اور انسانی نفسیات کو ملحوظ رکھے ہوئے ہے۔ اس میں آسانیاں ہیں، مشکلات نہیں۔

''اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے وہ تمہارے لیے تنگی پسند نہیں کرتا''۔ نبی پاک ؐ نے انسانوں کے سروں سے وہ بوجھ اتار کر انہیں ہلکا پھلکا کر دیا' جو خود انہوں نے اپنے اوپر ڈال رکھے تھے۔ یہ رسول اللہ ؐ کا بہت بڑا احسان ہے۔ چنانچہ اس احسان کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انتہائی محبت کا تعلق رکھا جائے۔ ہر مسلمان کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت مخلوق کی ہر شے بلکہ خود اپنی ذات سے بھی زیادہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے آپ ؐ کے اشارے پر اپنی جان و مال اور اولاد کو قربان کر دیا۔ آج بھی مسلمانوں میں یہ جذبہ موجود ہے۔ وقت آنے پر ہر مسلمان اپنی جان آپ ؐ پر فدا کرنے کو سعادت سمجھتا ہے۔ اسلامی تاریخ اس فدایانہ کارناموں سے بھرپور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ؐ کی زندگی کو تمام انسانوں کے لیے مثالی قرار دیا۔ ان کی حیات طیبہ میں کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرا جس کے غیر معیاری ہونے کا تصور بھی کیا جا سکے۔ زندگی میں پیش آنے والے تمام نشیب وفراز سے آپ ؐ گزرے ہیں۔ مگر ہر قسم کے حالات میں آپ ؐ کا طرز عمل مثالی رہا۔ ہر غریب وامیر کے لیے آپ ؐ کی زندگی مشعل راہ ہے۔ ایک وقت وہ بھی آیا کہ آپ ؐ مدینے کی ریاست کے سربراہ ہو گئے، عرب کی دولت آپ ؐ کے قدموں میں آ پڑی مگر عیش وعشرت کی بجائے انتہائی سادہ زندگی اختیار کی، دولت کو اپنی ذات پر خرچ کرنے کی بجائے ضرورت مندوں میں تقسیم کیا۔

انہی دنوں کی بات ہے کہ آپ ؐ کی پیاری بیٹی فاطمہ ؓ نے آپ ؐ سے ایک خادم کا مطالبہ کیا۔ آپ ؐ نے انہیں خادم تو نہ دیا البتہ تسبیحات فاطمہ کے الفاظ سکھا دیے کہ یہ غلام وکنیز سے بہتر ہے۔ (ہر نماز کے بعد سبحان اللہ 33 مرتبہ، الحمدللہ 33 مرتبہ، اللہ اکبر 34 مرتبہ)

رسول اللہ ﷺ کرسی عدالت پر بیٹھنے والوں کے لیے بھی مثالی شخصیت تھے۔ آپ ؐ نے عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرتے وقت دوست، دشمن، امیر، غریب کی تفریق ختم کر دی، صاحب ومنصب کا بھی کوئی خیال نہ رکھا اور کمزور کو اس کا حق دلا دیا۔

رسول اللہ ﷺ کے طریقے کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے نمونے کے طور پر پیش کیا۔ آپ ؐ انسان کامل تھے اور آپ ؐ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ آپ ؐ کا ہر عمل معیار کی اعلیٰ ترین سطح پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''جو تمہیں رسول ؐ دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں (اس سے) رک جاؤ''۔ (الحشر:7) آپ ؐ کے اصحابؓ امت کے بہترین لوگ تھے۔ سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے والے اور اصحاب رسول ؐ کے طریقے پر چلنے والے لوگ کامیاب وکامران ہیں۔ مجاہدانہ زندگی بسر کرنا رسول اللہ ﷺ کا مشن تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے واحد پسندیدہ دین کو غالب کرنے میں لگے رہے۔ رسول اللہ کی پیروی میں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ آپ ؐ کے مشن کی تکمیل میں لگ جائے۔ دین کی سربلندی کے لیے جدوجہد زبان سے بھی کی جا سکتی ہے، قلم سے بھی، مال سے بھی اور ضرورت پڑے تو تلوار سے بھی۔

اطاعت رسول ﷺ کو عشق الٰہی کا ذریعہ قرار دینا چاہیے، یہی صراط مستقیم ہے، دین مبین ہے۔ اطاعت محبت کے بغیر نہیں ہوتی، پس اطاعت رسول ﷺ کے لیے حب رسول ﷺ کا ہونا ضروری ہے۔ جسے نبی پاکؐ کے ساتھ محبت کی دولت حاصل ہے تو گویا دنیا کا کل خشک وتر اس کے دامن کے ایک گوشے میں موجود ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"اے نبی ہم نے آپؐ کو دنیا والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے"

نبی پاکؐ نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگیں۔ آپؐ نے فرمایا: "دو اس نے مجھے دے دیں اور ایک چیز مجھ سے روک لی۔ (1) میں نے اپنے رب سے التجا کی، میری امت کو قحط سالی سے تباہ نہ کرنا۔ تو اس نے میری دعا سن لی۔ (2) میں نے التجا کی کہ میری امت کو غرق کر کے تباہ نہ کرنا تو اس نے میری یہ التجا بھی قبول کر لی۔ (3) میں نے التجا کی میری امت کے درمیان جھگڑا نہ ہونے دے۔ اس نے میری اس دعا کو فوری شرف قبولیت نہ بخشا"۔

آپؐ سب سے بڑھ کر عہد کی پابندی اور صلۂ رحمی فرمانے والے تھے۔ لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ شفقت اور رحم و مروت سے پیش آتے تھے۔ اپنے خادم کے کام بھی خود کر دیا کرتے تھے۔ اپنے کسی خادم کو اُف تک نہ کہا۔ ان کے جنازوں میں شریک ہوتے تھے۔ مسکینوں سے محبت کرتے، ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ) کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے" (الاحزاب:21)

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ آپؐ بلاشبہ عظیم اخلاق کے مالک ہیں' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک گواہی ہے کہ آپؐ اخلاق کے اس قدر اعلیٰ وارفع درجے پر فائز ہیں کہ کسی صورت میں بھی اس کے قریب تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ آپؐ کے فرمان میں بھی یہ شہادت پائی جاتی ہے کہ

"مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے"۔

(احمد، مشکوٰۃ المصابیح)

اخلاق محمدیؐ کے اس کمال کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم وہ ہے جس میں آپؐ کی اقتدا کرنا مطلوب نہیں ہے کیونکہ انسان اس حصول سے عاجز ہے۔ آپؐ کے خاندان کا اعلیٰ ہونا، آپؐ کے وجود کا خوبصورت ہونا، آپؐ کی شان بلند ہونا، رسالت کے لیے آپؐ کا انتخاب ہونا اور وحی کا وصول کرنا۔ دوسری قسم وہ ہے جس میں آپؐ کی اقتدا میں، ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا اور اس کی طلب وحصول کی جدوجہد کرنا مطلوب ہے۔

نبی پاکؐ کی ذات حسن خلق کا نمونہ ہے۔ حسن خلق عظیم نیکی ہے۔ سخاوت میں بھی رسول اللہؐ اپنی مثال آپ تھے۔ رسول اللہؐ تمام لوگوں سے زیادہ سخی بھی تھے۔ خصوصاً رمضان میں جب جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوتے اور آپؐ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے اس وقت آپؐ بہت زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپؐ آندھی سے بھی تیز مال خرچ کیا کرتے۔ ایک دفعہ آپؐ کی خدمت میں بہت مال پیش کیا گیا جو ایک چٹائی پر رکھا گیا تھا۔ آپؐ نے کھڑے ہو کر اس کو تقسیم کرنا شروع کر دیا، جب تک ختم نہیں ہوا کسی سائل کو واپس نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس ؓ کو اس قدر سونا عنایت کیا کہ وہ اس کو اٹھانے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تھے۔ (بخاری) آپؐ نے معوذ بن عفرؓ کو مٹھی بھر کر سونے کا زیور دیا۔ (احمد)

رسول اللہ ﷺ کا حلم بھی ضرب المثل تھا۔ اُحد کے دن جب آپؐ کے رخسار زخمی ہو گئے، دندان مبارک شہید ہو گئے اور خود آپؐ کے سر مبارک میں پیوست ہو گیا تو اس وقت بھی آپؐ نے فرمایا:

"یا اللہ میری قوم کو ہدایت دے یہ جانتے نہیں"۔

(بخاری)

یہ عفو درگزر اور صبر وصفات کا انتہائی مقام ہے۔ آج تک یہ ثابت نہیں ہو سکا ہے کہ آپؐ نے اپنی ذات کی خاطر کسی ظلم کا بدلہ چکایا ہو۔ نہ کبھی آپؐ نے اپنے کسی خادم کو پیٹا اور نہ ہی آپؐ نے کسی عورت کو مارا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"درگزر اختیار کریں اور نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے منہ موڑ لیا کریں"۔ (الاعراف:199)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کا مطلب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ جو آپ سے قطع تعلق کرتا ہے' آپ اس سے صلہ رحمی کریں۔ جو آپ کو محروم رکھتا ہے' آپؐ اس کو عطا کریں اور جو آپؐ پر ظلم کرتا ہے' آپ اس سے درگزر کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور ٹوٹتے رشتوں کو جوڑ کر، روکنے والوں کو دے کر اور ظالموں کو معاف کر کے آپؐ نے ان تین خصائل کی مثال قائم کر دی۔

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت قرآن کریم کے مطابق تھی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو دو کاموں میں اختیار دیا تو آپؐ نے ان میں سے آسان کو اختیار کیا۔ جب تک وہ گناہ کا کام نہ ہوتا لیکن وہ اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپؐ سب سے بڑھ کر اس سے دُور رہتے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ نہ چکایا۔ لیکن اللہ کی حرمت کو اگر پامال کیا جاتا تو رسول اللہ ﷺ اس کا بدلہ چکا دیا کرتے تھے۔ (مسلم)

شجاعت میں بھی رسول اللہؐ کی مثال نہیں ملتی۔ آپؐ کا حق اور معروف کے واضح ہونے کے بعد نتائج کی پرواہ کیے بغیر اپنے مشن پر گامزن رہنا یہ ثابت کرتا ہے کہ بلاشبہ رسول اللہؐ مطلقاً سب سے زیادہ بہادر تھے۔

"چنانچہ اللہ کی راہ میں لڑو، آپؐ پر اپنی جان کے سوا کسی کی ذمہ داری نہیں اور مومنوں کو آپؐ رغبت دلاتے رہیں"۔ (النساء:84)

صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کی شجاعت، بہادری اور دلیری کی گواہی دیتے تھے۔ علی بن ابی طالبؓ فرمایا کرتے تھے کہ نبی پاکؐ بلاشبہ ایک شجاع اور بہادر انسان تھے۔ جب زور کا رن پڑتا اور جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے تو ہم رسول اللہؐ کی آڑ میں آ جایا کرتے۔ جنگ احد میں معجزاتی طور پر آپؐ کا بہادرانہ کردار بھی ایک مثال ہے جب تیر انداز بھاگ کھڑے ہوئے لیکن آپؐ کوہ گراں کی مانند ڈٹے رہے اور صحابہؓ نے آپؐ کو دیکھا تو آپؐ کے پاس جمع ہونا شروع ہو گئے اور شکست خوردگی کے بعد "قتال شدید" کے نتیجے میں جنگ کا پانسہ پلٹ کر رکھ دیا۔

آپؐ کے چہرے پر ہمیشہ شفقت و محبت اور نرمی کے تاثرات غالب رہتے۔ غصے والے اور سخت خو نہ تھے، نہ فحش بات کہتے اور نہ زیادہ عتاب فرماتے تھے۔ پھر وقت آیا کہ رسول اللہؐ فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے جہاں سے آپؐ کو نکل جانے پر مجبور کر دیا گیا تھا مگر آپؐ جذبہ شکر کے ساتھ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوئے۔ آپؐ کی جان کے دشمن اور خون کے پیاسے آپؐ کے سامنے دست بستہ کھڑے تھے۔ آپؐ جس طرح چاہتے انتقام لے سکتے تھے مگر آپؐ نے فرمایا: "جاؤ تمہیں معاف

کیا۔ آج تم سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا‘‘۔

آپؐ نے کسی کو بھی مایوس نہیں کیا۔ آپؐ نے تین باتوں سے اپنے نفس کو محفوظ رکھا۔ ریا سے، کسی چیز کی کثرت سے اور لایعنی بات سے اور تین باتوں سے لوگوں کو محفوظ رکھا۔ کسی کی مذمت نہیں کرتے تھے، کسی کو عار نہیں دلاتے تھے اور کسی کی عیب جوئی نہیں کرتے تھے۔ آپؐ وہی بات نوک زباں پر لاتے تھے جس میں ثواب کی امید ہوتی۔

حاصل یہ کہ نبی پاک ﷺ بے نظیر صفات کمال سے آراستہ تھے۔ آپؐ کے رب نے آپؐ کو بے نظیر ادب سے نوازا تھا۔ رسول اللہؐ سے بڑھ کر انسانیت کا محسن کون ہو سکتا ہے جن کے ذریعے ہمیں دولتِ ایمان نصیب ہوئی جو بخشش کا وسیلہ بن جائے گی۔ الغرض ہر شخص کے لیے آپؐ کی زندگی مشعل راہ ہے۔ خالق کائنات نے تمام انسانوں کو آپؐ کی پیروی کی ہدایت کی۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے غافل رہے اور ادھر اُدھر بھٹکتے رہے، روزِ محشر ان کی رسوائی ہوگی مگر اس وقت ان کی آہ وزاری، اعتراف جرم، پشیمانی اور پچھتاوا ان کے کسی کام نہیں آئے گا۔

دنیا کے ہر فرد نے اپنے دل و دماغ میں اپنی وسعت نظر کے مطابق کوئی نہ کوئی آئیڈیل ضرور سجا رکھا ہے۔ معاشرے کے تمام طبقات کے مقابلے میں نوجوان آئیڈیل ازم کے زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ ان کے آئیڈیل صبح شام بنتے اور بگڑتے ہیں لیکن ایک مسلمان نوجوان اسلامی معاشرے میں اپنا آئیڈیل جس ہستی اور شخصیت کو بناتا ہے، وہ تمام خامیوں سے مبرا اور کامل ترین ہستی ہے۔ ایسی عظیم ہستی جو اخلاق و کردار کے بلند ترین مقام پر فائز ہے۔ جس کی زندگی کا ایک ایک پہلو لائق اطاعت ہے، جس کی زبان مبارک سے اپنے دشمنوں کے لیے بھی خیر خواہی اور بھلائی کے کلمات نکلے۔ ایسی عظیم ہستی دنیا کے تمام انسانوں کے لیے بالعموم اور نوجوانوں کے لیے بالخصوص رہبر و رہنما کا درجہ رکھتی ہے۔ اگر نوجوان رسول اللہ ﷺ کو اپنا آئیڈیل بنالیں تو پوری دنیا کو مسخر کر سکتے ہیں۔ بقول اقبالؒ۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆☆☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

’’مرکز تنظیم اسلامی حلقہ مالاکنڈ نزد گرڈ اسٹیشن ڈبر (تیمرگرہ) ضلع دیر پائین‘‘ میں

8 تا 10 / اپریل 2016ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0945-601337   0346-0513376

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 36316638-36366638(042)

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

’’الفوز اکیڈمی نیشنل پولیس فاؤنڈیشن گلی نمبر 15 سیکٹر E-11/4، اسلام آباد‘‘ میں

10 تا 16 اپریل 2016ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ رفقاء ان موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ جہاد فی سبیل اللہ   ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

15 تا 17 اپریل 2016ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-4866055، 0333-5567111

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 36316638-36366638(042)

Technology: Its meaning, use and misuse

Written by: Imran Chhapra

Technology today is taken to mean a new device or a visible change in method. For example, we will call Led lights, Electric cars, E-textile, or illuminating cricket wickets, new technology. Many people also use the term 'technology' to define even little improvements in the method not visible to all, such as a more enduring perfume, or more economical cigarette lighters. Neil Postman, in his book *Technopoly*, written in 1992, has defined technology as 'technique'. Thus, 'technological advancement' means merely an improvement in the technique- a better way of doing the same thing. Thus, traffic lights are a better technology to organize traffic and schools are a better technology to educate the young. This highlights the fact that 'technology' is empty without its purpose: a new method that cures more diseases in less time and cost is a good technology, but a quicker way to kill people or to do corruption are 'advanced technologies' that ought to be condemned. The purpose is more important than the advancement of the method of fulfilling that purpose.

A Muslim must have no difficulty in answering the question "what is the purpose of your life?" It is among the many blessings the Prophet (SAAW) upon his Ummah that he (SAAW) demonstrated through his own example what the purpose of life ought to be. He (SAAW) said that this world is created for you, and you are created for the Hereafter.

In the Quran, Allah (SWT) has stated this in the third and fourth Rukus of Surah Al Baqarah as, **"It is He who created for you all that the earth contains."** ***(2: 29)*** Thus, the iron, the copper, the oil, the uranium, the cotton, the plastic, the dynamite, the fish and the pearl, all was created to be discovered and used by human beings. But the more important question is: for what purpose human beings should use these things? Europe and America, who pioneered in discoveries, did not pause to try and answer this question.

Thus, after the verse in Surah Al Baqarah which states that everything in the world is created for human beings, Allah (SWT) states the purpose for which these things are to be used: Adam (AS) is the vicegerent *(Khalifah)* of Allah (SWT) in this world, Allah (SWT) has given the children of Adam (AS) the ability to discover and use the things kept in the world for them, and has also instructed them that their life in the world is only temporary. In their short stay in the world, human beings are supposed to follow instructions that will be sent from time to time directly from Allah (SWT) Himself.

Today, mankind is using its God-blessed ability to discover but has ignored His instructions. Man today has no reason to invent or discover. Neil Postman called the current situation of America, which is the most technologically advanced country, a 'Technopoly': where advancement of technology has no other purpose than the advancement itself. And as technology is nothing more than a method of achieving an aim, improvement of the method itself cannot be the aim. Neil Postman stated that Francis Bacon, born in 1561 was the first person in European history to claim that science and technology will solve all the problems of human beings. Tools and technology are not a new concept. Since the first man walked the earth, Human beings used the tools, or

for the improvement of our tools, all our efforts and focus should be advancement of given technology. And this has been the trend since Bacon. Belief that science and technology will solve all of our problems has spread its root deeper every new century, until we find Richard Dawkins, writing in 2006, in his book *God Delusion*, that Science can replace 'God' in making our lives meaningful.

In our day to day life, we adopt newer technology without asking for the purpose of that technology. That is, we do not ask what is the aim that this new technology will help us achieve. We bring Television sets in our home without thinking why do we need it. We give our children latest Smartphone as soon as they reach a certain age only because we think they must have new technology. One of the greatest causes of misguidance of our age is that technology has itself become the purpose. It is common to hear from a young energetic Muslim student that the 'aim' of his life is to become a doctor, a pilot, a Regional Manager of a multinational company, whereas, these are merely professions. The degrees and labels were designed only to help the employers, employees and training institutes. As late Dr. Israr Ahmed (RAA) used to say that a doctor is no different than a shoe-mender; one stitches the human body and the other stitches shoes. But it is this massive rise in the complexity of modern techniques that blind us of the purpose of the techniques.

The aim of a profession is only to earn a living: the aim of life cannot be 'to live'. We do not lack in efforts! Muslims often overwork, and even marry late because of their work- but we lack in purpose. We think we are fulfilling our goal in life with our efforts, but actually we are avoiding the question 'what is your purpose in life?' Allah (SWT) has warned us of this deception in Surah Al Kahaf ***"Shall We tell you the greatest losers in respect of (their) deeds? Those whose efforts have been lost in this life, while they thought that they were acquiring good by their deeds!" (18: 103,104)***

For our families, our purpose is simple ***"O you who believe, save yourselves and your families from a fire" (66: 6)***. Before bringing home a new technology, ask yourself this: What is the problem to which this technology is a solution? For what do my family need the latest model of a smartphone, a tablet, gaming consoles or similar gadgets? Why do we need a high speed internet and spend immeasurable time on Facebook and the likes? and Why do we need a Television set in each room, running hundreds of channels 24/7/365?

ضرورت امام مسجد

لاہور شہر میں واقع ایک مسجد میں امام مسجد کی ضرورت ہے جو امامت کے ساتھ ساتھ وہاں منتظم کی ذمہ داری بھی ادا کر سکے۔ رفیق تنظیم اسلامی خصوصاً ملتزم رفیق و مدرس کو ترجیح دی جائے گی۔

اپنے کاغذات درج ذیل ایڈریس پر ارسال کریں۔

بذریعہ ای میل: lahorewest@tanzeem.org

بذریعہ ڈاک: پرویز اقبال (امیر حلقہ لاہور غربی)

866 این بلاک، پونچھ روڈ نزد ہری کوٹھیاں سمن آباد، لاہور

اچھی تنخواہ، فیملی رہائش مع بجلی، گیس و پانی کی سہولیات مہیا کی جائیں گی۔

دعائے صحت کی اپیل

حلقہ جنوبی پنجاب کے ناظم نشر و اشاعت جناب راؤ عمر فاروق عارضہ قلب میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹروں نے دل کے آپریشن کا مشورہ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل إنا للہ وإنا إلیہ راجعون

☆ ملتان شمالی کے رفیق شکیل انور کے والد وفات پا گئے

☆ حلقہ کراچی شمالی بفرزون شادمان کے نقیب سید نوید احمد کے چچا وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

VOL : 25 | Regd. C.P.L NO. 114 | No.13
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore